کسی دانا کا قول ہے: ”قَصَصُ الْاَوَّلِیْنَ مَوَاعِظُ الْاٰخِرِیْنَ
یعنی اگلوں کے قصّے پچھلوں کے لئے نصیحت ہوتے ہیں۔“

63 حکایات و واقعات

کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

حکایت نمبر:1

تول میں کمی کرنے کی وجہ سے کلمہ پڑھنا مشکل ہو گیا

ایک شخص کا بیان ہے:"میں ایک مریض کے پاس گیا جس پر موت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اسے کلمہ شہادت کی تلقین شروع کر دی لیکن اس کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا، جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے کہا:"اے بھائی! کیا وجہ ہے کہ میں تجھے کلمۂ شہادت کی تلقین کر رہا تھا لیکن تمہاری زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا؟"اس نے بتایا:"اے میرے بھائی! ترازو کے دستے کی سوئی میری زبان پر تھی جو مجھے بولنے سے مانع تھی۔" میں نے اسے کہا:"اللہ عزوجل کی پناہ! کیا تم کم تولتے تھے؟"اس نے کہا:"نہیں اللہ عزوجل کی قسم! مگر میں نے کچھ مدت تک اپنے ترازو کا بٹ (یعنی پتھر) صحیح نہ کیا۔"پس یہ اس کا حال ہے جو اپنے ترازو کا پتھر صحیح نہ کرے تو اس کا کیا حال ہو گا جو تولتا ہی کم ہے۔

قال بعضهم:دخلت على مريض قد نزل به الموت فجلعت ألقنه الشهادة ولسانه لا ينطق بها، فلما أفاق قلت له يا أخي مالي ألقنك الشهادة ولسانك لا ينطق بها؟ قال يا أخي لسان الميزان على لساني يمنعني من النطق بها، فقلت له: بالله أكنت تزن ناقصا؟ فقال: لا والله، ولكني كنت أقف مدة لا أعتبر صنجة ميزاني، فإذا كان هذا حال من لا يعتبر صنجة ميزانه، فكيف حال من يزن ناقصا.(الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد1، ص410، دار الفكر)

حکایت نمبر:2

ایک عورت کی داستانِ غم

ایک شخص نے بصرہ میں ایک عورت کو دیکھ کر کہا: میں نے اس کے چہرے جیسی تَروتازگی کبھی نہیں دیکھی اور ایسی تَروتازگی اسی کے چہرے پر ہوتی ہے جسے کوئی غم نہ ہو۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے! میں ایسے غم میں مبتلا ہوں کہ اس جیسا غم کسی کو نہ ملا ہو گا۔ اس شخص نے پوچھا: وہ کیا؟ عورت نے کہا: میرے خاوند نے عید الاضحیٰ کے دن ایک بکری ذبح کی، میرے دو خوبصورت بچے وہاں کھیل رہے تھے، بڑے لڑکے نے چھوٹے سے کہا: میں تجھے دکھاؤں کہ ابّا جان نے بکری کیسے ذبح کی؟ چھوٹے لڑکے نے کہا: ہاں! بڑے لڑکے نے اپنے بھائی کو لٹایا اور اسے ذبح کر دیا۔ ہمیں یہ واقعہ اس وقت معلوم ہوا جب چھوٹا لڑکا خون میں لت پت ہو چکا تھا۔ جب چیخ و پکار ہوئی تو بڑا لڑکا خوفزدہ ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں ایک بھیڑیا موجود تھا اس نے اسے کھالیا۔ جب اس کے والد اس کی تلاش میں گئے تو سخت گرمی اور پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر انتقال کر گئے۔ اب میں اس دنیا میں بالکل تنہا رہ گئی ہوں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

نظر رجل إلى امرأة في البصرة فقال ما رأيت مثل هذه النضارة وما ذاك إلا من قلة الحزن فقالت يا عبد الله أني لفي حزن ما يشركني فيه أحد قال فكيف قالت أن زوجي ذبح شاة في يوم عيد الأضحى وكان لي صبيان مليحان يلعبان فقال أكبرهما للآخر أتريد أن أريك كيف ذبح أبي الشاة قال نعم فأخذه وذبحه وما شعرنا به إلا متشطحا في دمه فلما ارتفع الصراخ هرب الغلام فلجأ إلى جبل فرهقه ذئب فأكله فخرج أبوه يطلبه فمات عطشا من شدة الحر قالت فأردانی الدهر كما ترى.(إحياء علوم الدين، جلد4، ص489، دار المعرفة بيروت)

حکایت نمبر:3

قبرستان سے رونے کی آواز

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مدینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارا ایک دوست تھا اس نے ہمیں بتایا کہ میں اپنی زمین کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا تو میں قریب کے ایک قبرستان کے پاس آیا اور نماز مغرب ادا کر کے ابھی وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے قبرستان کی طرف سے رونے کی ایک آواز سنی جس قبر سے رونے کی آواز آ رہی تھی میں اس کے قریب آیا تو سنا کہ وہ مردہ کہہ رہا تھا: "آہ! بے شک میں روزے رکھا کرتا اور نماز پڑھا کرتا تھا۔" یہ سن کر مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی تو میں نے قریب کے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے بھی وہ باتیں سنیں، اس کے بعد میں اپنی زمین کی طرف چلا گیا اور جب دوسرے دن واپس آ کر اسی جگہ نماز پڑھی اور غروب آفتاب کے انتظار میں وہیں ٹھہرا رہا، پھر نماز مغرب ادا کر کے قبر کی جانب کان لگا کر سنا کہ وہ مردہ روتے ہوئے کہہ رہا ہے: "آہ! میں نماز پڑھا کرتا تھا، میں روزے رکھا کرتا تھا۔" اس کے بعد میں اپنے گھر لوٹ آیا اور دو مہینے مسلسل بخار میں تپتا رہا۔"

عن عبد الله بن المديني قال: كان لنا صديق فقال: خرجت إلى ضيعتي فأدركتني صلاة المغرب فأتيت إلى جنب مقبرة فصليت المغرب قريبا منها، فبينما أنا جالس إذ سمعت من جانب القبور أنينا فدنوت إلى القبر الذي سمعت منه الأنين وهو يقول: آه قد كنت أصوم قد كنت أصلي فأصابني قشعريرة، فدعوت من حضرنيفسمع مثل ما سمعت ومضيت إلى ضيعتي، ورجعت يعني في اليوم الثاني، وصليت في موضعي الأول وصبرت حتى غابت الشمس وصليت المغرب ثم استمعت إلى ذلك القبر فإذا هو يئن ويقول: آه قد كنت أصلي قد كنت أصوم، فرجعت إلى منزلي ومرضت بالحمى شهرين. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد 1، ص 24، دار الفکر)

حکایت نمبر:4

نور ہی نور

حضرت سیِّدُنا ابو قلابہ عبد الملک بن محمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: میں مُلکِ شام سے بصرہ آیا اور ایک خندق میں اُتر کر وضو کیا اور دو رکعت صلاۃُ اللّیل پڑھی پھر وہاں موجود قبروں میں سے کسی قبر پر سر رکھ کر سو گیا، جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ صاحِبِ قبر موجود ہے اور مجھ سے شکوہ کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تم نے مجھے رات بھر تکلیف پہنچائی پھر کہا: تم لوگ (عمل کرتے ہو لیکن) علم نہیں رکھتے اور ہم لوگ علم رکھتے ہیں مگر عمل پر قادر نہیں، تم نے جو رات کو دو رکعت پڑھیں ہیں وہ ہمارے نزدیک دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء سے بہتر ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری طرف سے دنیا والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، تم انہیں ہمارا سلام کہنا کیونکہ بلاشبہ ان کی دعاؤں کی وجہ سے ہمیں پہاڑوں کے برابر نور ملتا ہے۔

قال أبو قلابة أقبلت من الشام إلى البصرة فنزلت الخندق فتطهرت وصليت ركعتين بليل ثم وضعت رأسي على قبر فنمت ثم تنبهت فإذا صاحب القبر يشتكيني يقول لقد آذيتني منذ الليلة ثم قال إنكم لا تعلمون ونحن نعلم ولا نقدر على العمل ثم قال للركعتان اللتان ركعتهما خير من الدنيا وما فيها ثم قال جزى الله عنا أهل الدنيا خيرا أقرئهم السلام فإنه قد يدخل علينا من دعائهم نورا مثل الجبال. (إحياء علوم الدين، جلد 4، ص 492، دار المعرفة بيروت)

حکایت نمبر:5

بادشاہ کی بیٹی کا واقعہ

حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک شخص پھاوڑے سے کام کر رہا تھا کہ اچانک وہ اس کے باپ کو لگ گیا اور اس کا سر زخمی ہو گیا، تو اس شخص نے اپنے ہاتھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: جو میرے باپ کے ساتھ ایسا کرے وہ میرے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، یہ بات بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ ادھر بادشاہ کی بیٹی نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو بادشاہ نے کہا: اس کے ساتھ کس کو بھیجوں؟ لوگوں نے کہا: فلاں شخص کو۔ بادشاہ نے اس کو بلوالیا تو اس نے کہا: مجھے تو اس کام سے معاف ہی رکھئے، بادشاہ نے ماننے سے انکار کر دیا تو اس شخص نے کہا: اچھا مجھے چند دن کی مہلت دے دیجئے۔ چنانچہ وہ گیا اور اپنا عضوِ تَنَاسُل کاٹ دیا، جب زخم ٹھیک ہو گیا تو اس نے اپنا عضو ایک ڈبیہ میں ڈال کر مُہر بند کیا اور بادشاہ کے پاس آکر کہا: یہ میری امانت ہے اسے اپنے پاس محفوظ رکھئے گا۔ بادشاہ نے اسے راستے کے بارے میں بتایا کہ یہاں یہاں رکنا اور اتنے اتنے دن رکنا جب وہاں پہنچ جاؤ تو اتنے اتنے دن رکنا حتّٰی کہ ہر دن کی مدت معین کر دی، جب بادشاہ کی بیٹی چلی تو اس نے اس کی پابندی نہیں کی اور اپنی مرضی سے جہاں جتنا چاہتی قیام کرتی اور یہ اس کی چوکیداری کے لئے اس کے پاس ہی سو جاتا۔ جب سفر مکمل کر کے واپس بادشاہ کے پاس آیا تو لوگوں نے بادشاہ سے کہا: یہ لڑکی کے پاس سوتا رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا: تونے میری مخالفت کی ہے اور اس کے قتل کا ارادہ کر لیا، اس شخص نے کہا: میری امانت مجھے لوٹا دیجئے، جب امانت اسے دی گئی تو اس نے اس ڈبیہ کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر سب کے سامنے کھول دیا تو یہ بات بھی بنی اسرائیل میں مشہور ہو گئی۔ پھر جب ان لوگوں کے قاضی کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کہا: ہم اس کی جگہ کس کو مقرر کریں؟ لوگوں نے اسی شخص کو قاضی بنانے کا فیصلہ کیا تو اس نے منع کر دیا، لوگ اصرار کرتے رہے حتّٰی کہ اس نے کہا: اچھا مجھے چھوڑو سوچنے کا موقع دو۔ چنانچہ اس نے اپنی آنکھوں میں کچھ ڈالا جس سے وہ نابینا ہو گیا، پھر منصب قضا قبول کر لیا۔ ایک رات وہ کھڑا ہوا اور اللہ عزوجل سے دعا کی: اے اللہ! اگر میں نے یہ سب تیری رضا کے لئے کیا ہے تو یہ سب پہلے سے اچھی صورت پر مجھے لوٹا دے۔ جب اس نے صبح کی تو دیکھا اللہ عزوجل نے اس کی بینائی اور آنکھوں کی پتلیاں پہلے سے خوبصورت کر دی ہیں اور اس کا ہاتھ اور عضو تناسل بھی لوٹا دیا ہے۔

أخبرنا أبو أحمد محمد بن أحمد بن إبراهيم في كتابه، ثنا موسى بن إسحاق، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا شريك، عن مغيرة، عن الشعبي، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: "كان رجل من بني إسرائيل يعمل بمسحاة له، فأصاب أباه فشجه، فقال: لا تصحبني من فعل بأبي ما فعل، فقطع يده. فبلغ ذلك بني إسرائيل، ثم إن ابنة الملك أرادت أن تصلي في بيت المقدس، فقال: من يبعث بها؟ قالوا: فلان. قال: فبعث إليه، فقال: اعفني، فقال: لا. قال: فأجلني إذا أياما. قال: فذهب فقطع مذاكيره، فلما برئ وضع مذاكيره في حق ثم جاء به وخاتمه عليه، فقال: هذه وديعتي عندك فاحفظها. قال: ونزله الملك منزلا منزلا، انزل يوم كذا كذا، ويوم كذا كذا وكذا، ويوم كذا كذا وكذا، فإذا أتيت بيت المقدس فأقم فيه كذا وكذا، فإذا أقبلت فانزل يوم كذا كذا وكذا، ويوم كذا كذا وكذا، فوقت له وقتا معلوما، فلما سار جعلت ابنة الملك لا ترتفع به تنزل حيث شاءت، وترتحل متى شاءت، وجعل إنما هو يحرسها وينام عندها، فلما قدم عليه قالوا له: إنما كان ينام عندها، فقال له الملك: خالفت أمري. وأراد قتله، فقال: اردد علي وديعتي، فلما ردها فتح الحق وكشف عن مثل الراحة، ففشى ذلك في بني إسرائيل، قال: فمات قاض لهم فقالوا: من نجعل مكانه؟

قالوا: فلان. قال: فأبى فلم يزالوا به حتى قال: دعوني حتى أنظر في أمري. قال: فكحل عينيه بشيء حتى ذهب بصره، قال: ثم جلس على القضاء، قال: فقام ليلة فدعا الله فقال: اللهم إن كان هذا الذي صنعت لك رضى فاردد علي خلقي أحسن ما كان. قال: فأصبح وقد رد الله عليه بصره ومقلتيه أحسن ما كانتا ويده ومذاكيره"
(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد4، ص352، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

بادشاہ اور وزیر

اسی طرح کا ایک واقعہ المستطرف في كل فن مستطرف میں موجود ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

منقول ہے کہ ملک فارس کا ایک بادشاہ اَرْدَشِیْر تھا اس کی سلطنت بہت وسیع تھی اور اس کے پاس بہت سارے جنگجو سپاہی تھے۔ کسی نے اسے بتایا کہ اردن کے بادشاہ کی بیٹی انتہائی حسین و جمیل، کنواری اور باپردہ ہے لہٰذا اردشیر نے اس کے باپ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، اس بادشاہ نے اردشیر کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا اور نکاح پر راضی نہ ہوا، یہ بات اردشیر کو بہت بُری لگی اور اس نے بڑی سخت قسمیں کھائیں کہ وہ اس بادشاہ سے جنگ کرے گا اور دونوں باپ بیٹی کو بڑی اذیت ناک موت مارے گا اور ان کا بہت بری طرح سے مُثْلَہ کرے گا، اردشیر نے اس پر لشکر کشی کی اور بادشاہ اور اس کے تمام مقربین کو قتل کرنے کے بعد اس لڑکی کے بارے میں پوچھا جس کے لئے اس نے پیغام بھیجا تھا تو اس کے پاس محل سے ایک لونڈی کو لایا گیا جو عورتوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور اپنے حسن و جمال، وقار اور معتدل ہونے کے اعتبار سے کامل تھی، اردشیر اسے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اس لڑکی نے کہا: اے بادشاہ! میں فلاں شہر کے بادشاہ کی بیٹی ہوں اور جس بادشاہ کو تم نے قتل کیا ہے اس نے ہمارے ملک میں لشکر کشی کی اور میرے والد اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا اور مجھے دیگر قیدیوں کے ساتھ قیدی بنا کر اس محل میں لے آیا۔ اس کی بیٹی جس کو تم نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا اس نے مجھے دیکھا تو اس کے دل میں میرے لئے محبت پیدا ہو گئی اور اس نے اپنے باپ سے کہا: اسے میرے پاس چھوڑ دو تاکہ میں اس سے اُنسیت حاصل کروں تو اس نے مجھے اس کے پاس چھوڑ دیا تو میں اور وہ ایسے رہنے لگے گویا ایک ہی جسم میں دو روحیں ہوں۔ جب تم نے اس کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا تو بادشاہ اپنی بیٹی کے بارے میں تم سے خوفزدہ ہوا لہٰذا بادشاہ نے اپنی بیٹی کو بَحْرِ مِلْح کے ایک جزیرے میں اپنے ایک مقرب کے پاس بھیج دیا۔ اردشیر نے کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر میں اس پر غلبہ پالوں تو اسے بُرے طریقے سے قتل کروں۔

پھر اردشیر نے اس لونڈی کے بارے میں غور کیا تو اسے حسن و جمال میں سب سے زیادہ خوبصورت پایا، اردشیر کا دل لونڈی کی طرف مائل ہو گیا اور اسے نکاح کے لئے اپنے پاس رکھ لیا اور سوچا کہ اس کا کوئی تعلق بادشاہ سے نہیں ہے لہٰذا اسے نکاح میں لینے سے میری قسم نہیں ٹوٹے گی۔ پھر اردشیر نے اس باکرہ کے ساتھ وطی کی جس سے وہ حاملہ ہو گئی، جب لڑکی کو اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ کسی دن اردشیر کو حقیقت بتا دے گی، جب لڑکی نے اردشیر کو مطمئن دیکھا تو کہا: تو نے میرے باپ پر غلبہ حاصل کیا اور میں نے تجھ پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اردشیر نے کہا: تمہارا باپ کون ہے؟ لڑکی نے جواب دیا: بحر اردن کا بادشاہ میرا باپ ہے اور میں اس کی وہی بیٹی ہوں جس کے لئے تو نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا، جب میں نے سنا کہ تو نے مجھے قتل کرنے کی قسم کھائی ہے تو میں نے تیرے ساتھ حیلے سے کام لیا اور اب تیرا بچہ میرے پیٹ میں ہے اور اب مجھے قتل کرنا تیرے لئے آسان نہیں، یہ بات اردشیر کو بہت ناگوار گزری کہ ایک عورت نے اس پر غلبہ پالیا اور اس کے ساتھ ایسا حیلہ کیا کہ اس کے چنگل سے بچ گئی اس نے اسے جھڑکا اور غصہ کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا اور اس کے قتل پر کمربستہ ہو گیا پھر اس نے اپنے وزیر سے اس لڑکی کے دھوکے کا ذکر کیا، جب وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ نے اسے قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اسے خوف لاحق ہوا کہ بادشاہ کے بارے میں کوئی ایسی

گفتگو کرے اور یہ کہ اس لڑکی کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں آپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور مصلحت کا تقاضا بھی وہی ہے جو آپ چاہتے ہیں اور اس لڑکی کو اسی وقت قتل کروانا ہی بہتر ہے اور یہ بالکل درست ہے اور یہ بہت ضروری ہے اس سے پہلے کہ یہ بات مشہور ہو: "ایک عورت بادشاہ کی عقل پر غالب ہوگئی اور اپنی شہوت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بادشاہ نے اپنی قسم توڑ دی۔" پھر وزیر نے کہا: اے بادشاہ! اس کی صورت قابل رحم ہے اور بادشاہ کی اولاد اس کے پیٹ میں ہے لہٰذا اس بات کو پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ ڈُبو کر مارنے کے علاوہ کسی اور طریقے سے اس کا قتل پوشیدہ رہ سکے تو بادشاہ نے اس سے کہا: تمہاری رائے بہت اچھی ہے تم
اسے لے جاؤ اور پانی میں ڈُبو دو۔ وزیر رات کے وقت اس لڑکی کو لے کر بحر اردن کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ روشنی، کچھ افراد اور مددگار تھے، پھر اس نے یہ تدبیر کی کہ کوئی چیز سمندر میں پھینک دی ساتھ والوں کو گمان ہوا کہ لڑکی کو سمندر میں ڈالا گیا ہے اور اس لڑکی کو اپنے پاس چھپا لیا۔
جب صبح ہوئی تو وزیر نے بادشاہ کو خبر دی کہ اس نے لڑکی کو ڈُبو دیا ہے۔ بادشاہ نے اس کام پر وزیر کا شکریہ ادا کیا۔ پھر وزیر نے بادشاہ کو ایک مہر لگی ڈبیہ دے کر کہا: اے بادشاہ! میری عمر کافی ہوگئی ہے اور فارس کے نجومیوں کے مطابق میری موت کا وقت بھی قریب ہے اور میری اولاد ہے اور میرے پاس کچھ مال ہے جو میں نے تیرے انعام کرنے سے جمع کر رکھا ہے، یہ ڈبیہ تم رکھ لو میرے مرنے کے بعد اسے دیکھنا اس میں ایک راز ہے۔ میں بادشاہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا ترکہ میری اولاد میں برابر تقسیم کر دیا جائے کیوں کہ یہ وہ ترکہ ہے جو مجھے میرے باپ کی وراثت سے ملا، اور میری اپنی کمائی میں سے اس راز کے سوا میرے پاس کچھ نہیں۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہاری عمر میں برکت دے یہ مال تمہارا اور تمہاری اولاد ہی کا ہے چاہے تم زندہ رہو یا انتقال کر جاؤ۔ وزیر نے بادشاہ سے اصرار کیا کہ وہ یہ ڈبیہ اپنے پاس امانت رکھ لے۔ لہٰذا بادشاہ نے وہ ڈبیہ لی اور اسے اپنے پاس ایک صندوق میں رکھ لیا۔ پھر چند ماہ گزرنے کے بعد اس لڑکی کے ہاں ایک خوبصورت لڑکے کی ولادت ہوئی گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ وزیر نے اس کا نام رکھنے میں ادب کو ملحوظ رکھا اور سوچا کہ میں اس کا نام اسکی شان کے مطابق رکھوں اور یہ خلاف ادب ہو گا جب اس کے باپ کو یہ بات پتا چلے گی اور اگر میں اس کا نام نہ رکھوں تو وہ اس پر بھی آمادہ نہیں ہو گا لہٰذا وزیر نے بچے کا نام شاہ بور رکھا۔
"شاہ بور" فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنیٰ "بادشاہ کا بیٹا" ہے۔ "شاہ" کا معنیٰ "بادشاہ" اور "بور" کا معنیٰ "بیٹا" ہے۔
"ابن ملک" یہ عربوں کی لغت پر مبنی ہے جو مؤخر کو مقدم اور مقدم کو مؤخر کرتے ہیں۔ اور یہ نام رکھنے میں کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے۔ وزیر نے اس لڑکی اور اس کے بیٹے کے ساتھ شفقت و مہربانی جاری رکھی یہاں تک کہ لڑکا تعلیم حاصل کرنے کی عمر تک پہنچ گیا وزیر نے اس لڑکے کو وہ تمام امور سکھائے جو بادشاہ کی اولاد کے لئے ضروری ہوں مثلاً خط و کتابت، حکمت، گھوڑ سواری وغیرہ یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ بادشاہ کا بیٹا ہے اور اس کا نام بھی "شاہ بور" ہے حتّٰی کہ لڑکا ان سب کے ساتھ بالغ ہونے کی عمر کو پہنچ گیا۔ اردشیر کا کوئی بیٹا نہیں تھا اور بڑھاپے نے اس کو اپاہج کر دیا اور وہ بیمار ہو گیا اور موت کے قریب پہنچ گیا۔ تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا: اے وزیر! میرا جسم اپاہج ہو گیا میری طاقت ختم ہو گئی اور میں جانتا ہوں کہ میں ضرور مر جاؤں گا تو میرے بعد بادشاہ کون ہو گا اور فیصلے کون کرے گا؟ وزیر نے کہا: اگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے چاہا تو بادشاہ کا بیٹا ہو گا اور وہی بادشاہ کے بعد بادشاہ ہو گا۔ پھر وزیر نے بحر اردن کے بادشاہ کی بیٹی اور اس کے حاملہ ہونے کا ذکر کیا۔ تو بادشاہ نے کہا: میں اس کے غرق کرنے پر نادم ہوں، اگر وہ زندہ ہوتی یہاں تک کہ بچے کو جنم دیتی تو شاید اس سے لڑکا پیدا ہوتا۔ جب وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ رضامند ہے تو کہا: اے بادشاہ! وہ لڑکی زندہ ہے اور میرے پاس ہے اور اس نے ایک ایسے لڑکے کو جنم دیا ہے جو لڑکوں میں صورت اور سیرت کے اعتبار سے بہت خوبصورت ہے۔ بادشاہ نے کہا: کیا تو سچ کہتا ہے؟ وزیر نے قسم کھا کر کہا: جی ہاں میں سچ کہتا ہوں، پھر کہا: اے بادشاہ! بیٹے میں ایک ایسی صفت ہوتی ہے جو اس کے بیٹا ہونے کی گواہی دیتی ہے اور باپ میں ایک ایسی صفت ہوتی ہے جو اس کے باپ ہونے کی گواہی دیتی ہے اور یہ معاملہ تو ثابت شدہ ہے اس میں کوئی

شک ہے نہ غلطی۔ میں اس لڑکے کو 20 لڑکوں کے ساتھ لاؤں گا جن کی عمر، صورت اور لباس ایک جیسا ہو گا اور وہ سب اچھے خاندان سے ہوں گے اور وہ ان میں تنہا ہو گا اور میں ان میں سے ہر ایک کو ہاکی اور گیند دوں گا اور انہیں کہوں گا کہ وہ تیرے سامنے تیری اس مجلس میں کھیلیں اور بادشاہ ان کے چہرے، ان کے اخلاق اور عادات میں غور کرے اور ان میں سے جس کی طرف بادشاہ کا دل مائل ہو اور بیٹے والی صفت ہو تو وہی اس کا بیٹا ہو گا۔ بادشاہ نے کہا: تیری بتائی ہوئی تدبیر تو بہت عمدہ ہے۔ وزیر نے لڑکوں کو اسی صورت میں حاضر کر دیا اور وہ بادشاہ کے سامنے کھیلنے لگے تو ان میں سے جو بھی لڑکا گیند کو مارتا اور گیند بادشاہ کے قریب گرتی تو وہ خوف کی وجہ سے گیند لینے نہ جاتا سوائے شاہ بور کے اس لئے کہ وہ جب گیند کو مارتا گیند اس کے باپ کے قریب گرتی تو وہ بغیر کسی خوف کے اٹھا لاتا۔ اردشیر اس کے آنے جانے کو دیکھتا رہا اور بولا: اے لڑکے تیرا نام کیا ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: میرا نام "شاہ بور" ہے۔ بادشاہ نے کہا: تو نے سچ کہا تو ہی میرا بیٹا ہے، پھر بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے قریب کیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا: اے بادشاہ! یہ تیرا ہی بیٹا ہے۔ پھر باقی بچے اور ان کے والد ایک طرف ہو گئے تو بادشاہ کے پاس آنے والے سب بچوں کا اپنے باپوں کے ساتھ ہونا ثابت ہو گیا اور شاہ بور کا بادشاہ کا بیٹا ہونا متحقق ہو گیا پھر وہ لڑکی بھی آگئی اس حال میں کہ اس کا حسن و جمال کم ہو گیا تھا اس نے بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو بادشاہ اس سے راضی ہو گیا۔ وزیر نے کہا: اے بادشاہ! اس وقت اس مہر لگی ڈبیہ کو کھولنے کی ضرورت ہے۔ بادشاہ نے وہ ڈبیہ منگوائی تو وزیر نے وہ ڈبیہ لے کر اس کی مہر توڑی اور اسے کھولا تو اس میں وزیر کا عضو خاص تھا، پھر ان حکما کو حاضر کیا جو اس کے ساتھ اس کام میں شامل تھے تو انہوں نے گواہی دی کہ لڑکی سپرد کرنے سے ایک رات پہلے انہوں نے یہ کام کیا تھا۔ اردشیر بادشاہ کے ہوش اُڑ گئے اور وزیر کی خدمت، قوت نفس اور شدید ہمدردی سے حیران رہ گیا اور اس کی راحت میں اضافہ ہو گیا اور لڑکی کے بچ جانے اور بیٹے سے نسب ثابت ہونے اور اس سے ملنے کی وجہ سے اس کی خوشی دُگنی ہو گئی۔ پھر بادشاہ اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گیا اور اس کا جسم بھی ٹھیک ہو گیا اور وہ اپنے بیٹے کے سبب خوش رہا اور اس کی خوشی میں کمی نہ آئی حتّٰی کہ اس کا انتقال ہو گیا اور بادشاہ کے انتقال کے بعد بادشاہت اس کے بیٹے شاہ بور کے پاس آگئی اور وہ وزیر اردشیر بادشاہ کے بیٹے کی بھی خدمت کرتا رہا اور شاہ بور بھی وزیر کے مقام و مرتبہ کی حفاظت و رعایت کرتا رہا حتّٰی کہ اس وزیر کا انتقال ہو گیا۔ (المستطرف في كل فن مستطرف، ص 106، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:6

تنہائی میں گناہ کرنے کا عبرتناک انجام

حضرت سیدنا ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں موت اور مرنے کے بعد ہڈیوں کی بوسیدگی کو یاد کرنے کے لئے کثرت سے قبرستان میں آتا جاتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک کھلی ہوئی قبر دیکھی اور ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: "یہ زنجیر پکڑو اور اس کے منہ میں داخل کر کے اس کی شرمگاہ سے نکالو۔" تو وہ مردہ کہنے لگا: "یارب عزوجل! کیا میں قرآن نہیں پڑھا کرتا تھا؟ کیا میں تیرے حرمت والے گھر کا حج نہیں کرتا تھا؟" پھر وہ اسی طرح ایک کے بعد دوسری نیکی گنوانے لگا تو میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: "تو لوگوں کے سامنے یہ اعمال کیا کرتا تھا لیکن جب تُو تنہائی میں ہوتا تو نافرمانیوں کے ذریعے مجھ سے اعلانِ جنگ کرتا اور مجھ سے نہیں ڈرتا تھا۔"

قال إبراهيم التيمي: كنت كثير التردد إلى المقابر أذكر الموت والبلى فبينما أنا ذات ليلة بها إذ غلبتني عيناي فنمت فرأيت قبرا قد انشق وسمعت قائلا يقول: خذوا هذه السلسلة فاسلكوها في فيه وأخرجوها من دبره، وإذا الميت يقول:

يا رب ألم أكن أقرأ القرآن ألم أحج بيتك الحرام؟ وجعل يعدد أفعال البر شيئا بعد شيء، وإذا قائل يقول كنت تفعل ذلك ظاهرا، فإذا خلوت بارزتني بالمعاصي ولم تراقبني.(الزواجرعن اقتراف الكبائر،جلد1،ص24،دارالفکر)

حکایت نمبر:7

شرابی کی بخشش کا راز

منقول ہے کہ بصرہ کے قریبی علاقے میں ایک گناہ گار شخص کا انتقال ہوا، اس کے بہت زیادہ گناہوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے حالات کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے تھے، چنانچہ اس کی بیوی نے کوئی ایسا شخص نہ پایا جو جنازہ اٹھانے پر اس کی مدد کر سکے تو اس نے کرائے پر مزدور لئے اور ان کی مدد سے اسے جنازہ گاہ لے گئی مگر کسی نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی، مجبوراً اسے دفن کرنے کے لئے صحرا میں لے جایا گیا، وہاں قریب ہی پہاڑ پر ایک عبادت گزار تھا جس کا شمار بڑے عبادت گزاروں میں ہوتا تھا، اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا گویا وہ پہلے ہی سے جنازے کا منتظر ہے، جب عبادت گزار شخص نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو آناً فاناً شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ فلاں عبادت گزار پہاڑ سے اتر کر اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آیا ہے چنانچہ شہر کے لوگ بھاگے بھاگے آئے اور اس کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی، عبادت گزار کے نماز جنازہ پڑھانے کے سبب لوگ حیران ہو گئے اور اس کا اظہار عبادت گزار سے کیا تو اس نے کہا: مجھ سے خواب میں کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں تمہیں ایک جنازہ نظر آئے گا جس کے ساتھ ایک عورت کے سوا اور کوئی نہ ہو گا، اس کی نماز جنازہ پڑھو اس لئے کہ اس کی مغفرت کر دی گئی ہے، لوگوں کی حیرت میں اور بھی اضافہ ہو گیا، عبادت گزار نے اس کی بیوی کو بلوایا اور اس کے حالات معلوم کئے تو بیوی نے کہا: یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہے اور دن کا اکثر حصہ شراب خانے میں شراب نوشی میں مشغول رہتا تھا۔ عبادت گزار نے کہا: غور کرو! کیا تم اس کا کوئی نیک عمل جانتی ہو؟ بیوی نے کہا: ہاں! اس میں تین باتیں تھیں، ایک تو یہ کہ روزانہ صبح کے وقت جب اس کا نشہ اترتا تو کپڑے تبدیل کر کے فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا پھر شراب خانے میں جا کر دوبارہ گناہوں میں مشغول ہو جاتا، دوسری بات یہ کہ ایک یا دو یتیم بچے ہر وقت اس کے گھر میں موجود رہتے تھے جن کے ساتھ وہ اپنی اولاد سے بھی زیادہ حُسنِ سُلوک کیا کرتا اور ان کی بہت زیادہ دیکھ بھال کیا کرتا، تیسری یہ کہ دوران نشہ رات کی تاریکی میں جب اس کی حالت کچھ سنبھلتی تو روتا ہوا کہتا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو اس بدباطن سے دوزخ کا کون سا گوشہ بھرنا چاہتا ہے؟ عبادت گزار یہ سن کر واپس چلا گیا اور اس کے متعلق اس کی الجھن دور ہو گئی۔

يحكى أن رجلا من المنهمكين في الفساد مات في بعض نواحي البصرة فلم تجد امرأته من يعينها على مل جنازته إذ لم يدر بها أحد من جيرانه لكثرة فسقه فاستأجرت حمالين وحملتها إلى المصلى فما صلى عليه أحد فحملتها إلى الصحراء للدفن فكان على جبل قريب من الموضع زاهد من الزهاد الكبار فرأته كالمنتظر للجنازة ثم قصد أن يصلي عليها فانتشر الخبر في البلد بأن الزاهد نزل ليصلي على فلان فخرج أهل البلد فصلى الزاهد وصلوا عليه وتعجب الناس من صلاة الزاهد عليه فقال قيل لي في المنام انزل إلى موضع فلان ترى فيه جنازة ليس معها أحد إلا امرأة فصل عليه فإنه مغفور له فزاد تعجب الناس فاستدعى الزاهد امرأته وسألها عن حاله وأنه كيف كانت سيرته قالت كما عرف كان طول نهاره في الماخور مشغولا بشرب الخمر فقال انظري هل تعرفين منه شيئا من أعمال الخير قالت نعم ثلاثة أشياء كان كل يوم يفيق من سكره وقت الصبح يبدل ثيابه ويتوضأ ويصلي الصبح في جماعة ثم يعود إلى الماخور

ويشتغل بالفسق والثاني أنه كان أبدا لا يخلو بيته من يتيم أو يتيمين وكان إحسانه إليهم أكثر من إحسانه إلى أولاده وكان شديد التفقد لهم والثالث أنه كان يفيق في أثناء سكره في ظلام الليل فيبكي ويقول يا رب أي زاوية من زوايا جهنم تريد أن تملأها بهذا الخبيث يعني نفسه فانصرف الزاهد وقد ارتفع إشكاله من أمره.
(إحياء علوم الدين، جلد4، ص485، دار المعرفة بيروت)

حکایت نمبر:8

جو اپنے کام میں مستقل مزاجی سے لگا رہے اسے کامیابی مل جاتی ہے

حضرتِ سیّدُنا شعبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: زیاد کے غلام اور دربان عجلان نے مجھے بتایا کہ زیاد جب گھر سے نکلتا تو میں اس کے آگے آگے مسجد تک جاتا اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد بھی اس کی نشست گاہ تک آگے آگے ہی چلتا، ایک دن وہ نشست گاہ میں داخل ہوا تو ایک بلی کو دیکھا جو گھر کے ایک کونے میں بیٹھی تھی، میں اسے بھگانے کے لئے گیا تو زیاد نے کہا: اسے چھوڑ دو دیکھیں کیا کرتی ہے۔ پھر اس نے ظہر پڑھی اور لوٹ آیا پھر ہم عصر پڑھ کر نشست گاہ لوٹے تو بلی کو وہیں موجود پایا، غروبِ شمس سے تھوڑا پہلے ایک چوہا نکلا تو بلی نے جھپٹا مار کر اسے دبوچ لیا۔ زیاد نے کہا: جسے کوئی حاجت ہو تو وہ اس بلی کی طرح مستقل مزاجی سے اس میں لگا رہے اسے کامیابی مل جائے گی۔

حدثنا محمد بن علي بن ياسين، ثنا الحسن بن علي بن نصر، ثنا محمد بن عبد الكريم، ثنا الهيثم بن عدي، ثنا ابن عياش، ثنا الشعبي، قال: حدثني عجلان مولى زياد وكان حاجبه قال: "كان زياد إذا خرج من منزله مشيت أمامه إلى المسجد، فإذا دخل مشيت أمامه إلى مجلسه، فدخل مجلسه ذات يوم فإذا هو بهر في زاوية البيت فذهبت أزجره، فقال: دعه يقارب ما له. ثم صلى الظهر ثم عاد إلى مجلسه، ثم صلى العصر فعاد إلى مجلسه، كل ذلك يلاحظ الهر، فلما كان قبيل غروب الشمس خرج جرذ فوثب إليه فأخذه، فقال زياد: «من كانت له حاجة فليواظب عليها مواظبة الهر يظفر بها» (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد4، ص317، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حکایت نمبر:9

سود کھانے والے کا عبرتناک انجام

امام احمد بن حجر المکی الھیتمی الشافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ جب میں چھوٹا تھا تو پابندی سے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر حاضری دیا کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتا تھا ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نماز فجر کے فوراً بعد قبرستان گیا غالباً وہ رمضان کا آخری عشرہ بلکہ شب قدر تھی، اس وقت قبرستان میں میرے علاوہ کوئی نہ تھا بہر حال ابھی میں نے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن پاک کا کچھ حصہ ہی پڑھا تھا کہ اچانک شدید آہ وبُکا اور رونے دھونے کی آواز سنی، رونے والا بار بار "آہ! آہ! آہ!" کہہ رہا تھا، چونے سے تیار شدہ چمکدار سفید قبر سے نکلنے والی اس آواز نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تو میں قراءَت چھوڑ کر وہ آواز سننے لگا، میں نے قبر کے اندر سے عذاب کی آواز سنی، عذاب میں مبتلا شخص اس طرح آہ وزاری کر رہا تھا جسے سننے سے دل میں قلق اور گھبراہٹ پیدا ہو رہی تھی، میں کچھ دیر تک وہ آواز سنتا رہا پھر جب دن خوب روشن ہو گیا تو وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی، پھر جب ایک شخص میرے قریب سے گزرا تو میں نے اس سے پوچھا: "یہ کس کی قبر

ہے ؟"تواس نے بتایا:"یہ فلاں کی قبر ہے۔"میں نے اس شخص کو بچپن میں دیکھا تھا، یہ کثرت سے مسجد آتا جاتا، نمازوں کو اپنے اوقات میں ادا کرتا اور بے جا گفتگو سے پرہیز کیا کرتا تھا، میں نے چونکہ اسے دیکھا ہوا تھا لہٰذا اس کو پہچان گیا، لیکن اس شخص کی اس موجودہ حالت نے مجھ پر بہت گہرا اثر ڈالا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ اس نے زندگی میں اعمالِ صالحہ کو محض اپنا ظاہری لبادہ بنا رکھا تھا، اس کے بعد میں نے اس کے احوال کی حقیقت جاننے والوں سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو لوگوں نے مجھے بتایا:"وہ سود کھایا کرتا تھا اور ایک تاجر تھا، جب بوڑھا ہوا اور اس کے پاس مال کم رہ گیا تو اس کا ظالم اور خبیث نفس اپنی باقی زندگی میں اس جمع شدہ پونجی سے گزارا کرنے پر راضی نہ ہوا اور شیطان نے اس کے دل میں سود کی محبت کو آراستہ کیا تاکہ اس کے مال میں کمی نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ وہ رمضان بلکہ شب قدر میں بھی اس دردناک عذاب سے دوچار ہے۔

أقول: قد وقع لي نظير ذلك، وذلك أني كنت وأنا صغير أتعاهد قبر والدي رحمه الله للقراءة عليه فخرجت يوما بعد صلاة الصبح بغلس في رمضان، بل أظن أن ذلك كان في العشر الأخير بل في ليلة القدر، فلما جلست على قبره وقرأت شيئا من القرآن ولم يكن بالمقبرة أحد غيري، فإذا أنا أسمع التأوه العظيم والأنين الفظيع بآه آه آه وهكذا بصوت أزعجني من قبر مبني بالنورة والجص له بياض عظيم، فقطعت القراءة واستمعت فسمعت صوت ذلك العذاب من داخله وذلك الرجل المعذب يتأوه تأوها عظيما بحيث يقلق سماعه القلب ويفزعه فاستمعت إليه زمنا، فلما وقع الإسفار خفي حسه عني، فمر بي إنسان فقلت قبر من هذا؟ قال: هذا قبر فلان لرجل أدركته وأنا صغير، وكان على غاية من ملازمة المسجد والصلوات في أوقاتها والصمت عن الكلام. وهذا كله شاهدته وعرفته منه فكبر علي الأمر جدا لما أعلمه من أحوال الخير التي كان ذلك الرجل متلبسا بها في الظاهر، فسألت واستقصيت الذين يطلعون على حقيقة أحواله فأخبروني أنه كان يأكل الربا، فإنه كان تاجرا ثم كبر وبقي معه شيء من الحطام، فلم ترض نفسه الظالمة الخبيثة أن يأكل من جنبه حتى يأتيه الموت بل سول له الشيطان محبة المعاملة بالربا حتى لا ينقص ماله فأوقعه في ذلك العذاب الأليم حتى في رمضان حتى في ليلة القدر. (الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد1، ص25، دار الفکر)

حکایت نمبر:10

خوفِ خدا میں رونے سے بینائی چلی گئی

حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلاء سَعدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میری چچازاد بہن بَرِیرہ بہت عبادت گزار تھی اور کثرت سے قرآنِ پاک کی تلاوت کرتی تھی۔ جب بھی جہنم کے ذکر والی آیت پڑھتی تو رو پڑتی۔ مسلسل رونے کی وجہ سے اس کی بینائی چلی گئی۔ ہم چند چچازاد بھائیوں نے مشورہ کیا کہ اسے زیادہ رونے پر نصیحت کریں گے۔ حضرت ابنِ عَلاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہم سب اس کے پاس پہنچے اور پوچھا: بریرہ! کیسی ہو؟ اس نے کہا:"اجنبی زمین میں مہمان کی طرح پڑی منتظر ہوں کہ بلاوا آئے اور اسے قبول کروں۔"ہم نے پوچھا: کب تک روتی رہو گی؟ اب تو بینائی بھی زائل ہو چکی ہے۔ اس نے کہا: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی ہے تو اس کے چلے جانے کی کوئی پروا نہیں اور اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں میری بینائی زائل ہونے میں بھلائی نہیں ہے تو پھر اور زیادہ رونے کی ضرورت ہے۔ پھر اس نے ہم سے منہ پھیر لیا۔ حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلاء رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہم چچازاد بھائیوں نے کہا:"یہاں سے چلو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اس کا حال دوسرا ہے ہماری طرح نہیں ہے۔"

قال ابن العلاء السعدی کانت لی ابنة عم یقال لها بریرة تعبدت وکانت کثیرة القراءة في المصحف فکلما أتت علی آیة فیها ذکر النار بکت فلم تزل تبکی حتی ذهبت عیناها من البکاء فقال بنو عمها انطلقوا بنا إلی هذه المرأة حتی نعدلها في کثرة البکاء قال فدخلنا علیها فقلنا یا بریرة کیف أصبحت قالت أصبحنا أضیافا منیخین بأرض غربة ننتظر متی ندعی فنجیب فقلنا لها ما هذا البکاء قد ذهبت عیناك منه فقالت إن یکن لعینی عند الله خیر فما یضرهما ما ذهب منهما في الدنیا وإن کان لهما عند الله شر فسیزیدهما بکاء أطول من هذا ثم أعرضت.

(إحیاء علوم الدین، جلد4، ص415، دار المعرفة بیروت)

حکایت نمبر:11

ولی کی زبان کی تاثیر

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی خدمت میں ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہنے لگا: "میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے، مجھے کچھ نصیحت ارشاد فرمائیں جو مجھے گناہوں کو چھوڑنے میں مددگار ہو۔" آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر تم پانچ باتوں کو اپنالو تو گناہ تمہیں کوئی نقصان نہ دیں گے اور ان کی لذت ختم ہو جائے گی۔" اس نے آمادگی کا اظہار کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "پہلی بات یہ ہے کہ جب تم گناہ کا ارادہ کرو تو اللہ تعالیٰ کا رزق مت کھاؤ۔" وہ نوجوان بولا: "پھر میں کھاؤں گا کہاں سے؟ کیونکہ دنیا میں تو ہر شے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ ہے۔" آپ نے فرمایا: "کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم رب تعالیٰ کا رزق بھی کھاؤ اور اس کی نافرمانی بھی کرو؟" اس نوجوان نے کہا، "نہیں!" اور کہا: "دوسری بات بیان فرمایئے۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "دوسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرنے لگو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ملک سے باہر نکل جاؤ۔" وہ کہنے لگا: "یہ تو پہلی بات سے بھی مشکل ہے کہ مشرق سے مغرب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی مملکت ہے۔" آپ نے اِرشاد فرمایا: "تو کیا یہ مناسب ہے کہ جس کا رزق کھاؤ یا جس کے ملک میں رہو، اس کی نافرمانی بھی کرو؟" نوجوان نے نفی میں سر ہلایا اور کہا، "تیسری بات بیان فرمائیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا، "تیسری بات یہ ہے کہ جب تم کوئی گناہ کرو تو ایسی جگہ کرو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔" اس نے کہا، "حضور! یہ کیسے ہو سکتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو ہر بات کا جاننے والا ہے کوئی اس سے کیسے چھپ سکتا ہے؟" تو آپ نے فرمایا: "تو کیا یہ اچھا لگے گا کہ تم اس کا رزق بھی کھاؤ، اس کی مملکت میں بھی رہو اور پھر اسی کے سامنے اس کی نافرمانی بھی کرو؟" نوجوان نے کہا: "نہیں، چوتھی بات بیان فرمائیں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "چوتھی بات یہ ہے کہ جب ملک الموت علیہ السلام تمہاری روح قبض کرنے تشریف لائیں تو ان سے کہنا: "کچھ دیر کے لئے ٹھہر جائیں تاکہ میں توبہ کر کے چند اچھے اعمال کر لوں۔" اس نے کہا: "یہ تو ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس مطالبے کو مان لیں۔" تو آپ نے ارشاد فرمایا: "جب تم جانتے ہو کہ موت یقینی ہے اور اس سے بچنا ممکن نہیں تو چھٹکارے کی تَوَقُّع کیسے کر سکتے ہو؟" اس نے عرض کی: "پانچویں بات ارشاد فرمائیں۔" آپ نے فرمایا: "پانچویں بات یہ ہے کہ جب زَبانِیَہ آئے (یعنی عذاب کے فرشتے آئیں) اور تجھے جہنم کی طرف لے جایا جائے تو مت جانا۔" اس نے عرض کی: "وہ نہیں مانیں گے اور نہ مجھے چھوڑیں گے۔" تو آپ نے ارشاد فرمایا: "تو پھر تم نجات کی اُمید کیسے رکھ سکتے ہو؟"

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے حکمت بھرے ملفوظات سن کر وہ نوجوان پکار اٹھا: "مجھے یہ نصیحت کافی ہے، اب میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔" اس کے بعد وہ نوجوان مرتے دم تک عبادت میں مشغول رہا۔

روي أن رجلا جاء إلى إبراهيم بن أدهم فقال له: يا أبا إسحاق! إني مسرف على نفسي فاعرض علي ما يكون لها زاجرا ومستنقذا لقلبي.قال: إن قبلت خمس خصال وقدرت عليها لم تضرك معصية ولم توبقك لذة.قال: هات يا أبا إسحاق!.قال: أما الأولى فإذا أردت أن تعصي الله عزوجل فلا تأكل رزقه.قال: فمن أين آكل وكل ما في الأرض من رزقه؟.قال له: يا هذا! أفيحسن أن تأكل رزقه وتعصيه؟.قال: لا هات الثانية!.قال: وإذا أردت أن تعصيه فلا تسكن شيئا من بلاده قال الرجل: هذه أعظم من الأولى! يا هذا! إذا كان المشرق والمغرب وما بينهما له فأين أسكن؟ قال: يا هذا! أفيحسن أن تأكل رزقه وتسكن بلاده وتعصيه؟.قال: لا هات الثالثة.قال: إذا أردت أن تعصيه وأنت تحت رزقه وفي بلاده فانظر موضعا لا يراك فيه مبارزا له فاعصه فيه قال: يا إبراهيم! كيف هذا وهو مطلع على ما في السرائر؟.قال: يا هذا! أفيحسن أن تأكل رزقه وتسكن بلاده وتعصيه وهو يراك ويرى ما تجاهره به؟!.قال: لا هات الرابعة.قال: إذا جاءك ملك الموت ليقبض روحك فقل له: أخرني حتى أتوب توبة نصوحا وأعمل لله عملا صالحا قال: لا يقبل مني.قال: يا هذا! فأنت إذا لم تقدر أن تدفع عنك الموت لتتوب وتعلم أنه إذا جاء لم يكن له تأخير فكيف ترجو وجه الخلاص؟!.قال: هات الخامسة.قال: إذا جاءتك الزبانية يوم القيامة ليأخذونك إلى النار فلا تذهب معهم.قال: لا يدعونني ولا يقبلون مني.قال: فكيف ترجو النجاة إذا؟!.قال له: يا إبراهيم! حسبي أنا أستغفر الله وأتوب إليه.ولزمه في العبادة حتى فرق الموت بينهما.(کتاب التوابین،ص169،دارابن حزم)

حکایت نمبر:12

پرندے کی نصیحت

حضرتِ سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ایک شخص نے پرندے کا شکار کیا جب اس کو ہاتھ میں پکڑا تو پرندے نے کہا: تو میرے ساتھ کیا کرے گا؟ شکاری نے کہا: تجھے ذبح کروں گا اور کھاؤں گا۔ پرندے نے کہا: نہ میں تیری بیماری دور کرسکتا ہوں اور نہ تیری بھوک مٹا سکتا ہوں لیکن میں تجھے ایسی تین باتیں بتا سکتا ہوں جو تیرے لئے مجھے کھانے سے زیادہ بہتر ہیں، ایک بات تو تیرے ہاتھ میں ہی بتاؤں گا۔ دوسری پہاڑ پر اور تیسری درخت پر۔ شکاری نے کہا: پہلی بات بتا؟ پرندے نے کہا: جو تیرے ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا۔ پہاڑ پر آکر پرندے نے کہا: جو ناممکن ہو اس کی تصدیق نہ کرنا۔ درخت پر آکر پرندے نے کہا: او نامراد! اگر تو مجھے ذبح کرلیتا تو میرے پیٹ سے دو موتی نکلتے اور ہر ایک موتی 20 مثقال کا ہے۔ شکاری اپنے ہونٹ کاٹنے لگا اور افسوس کرنے لگا اور کہا: تیسری بات بتا؟ پرندے نے کہا: تو میری پہلی دو باتیں تو بھول گیا تو تیسری کیسے بتاؤں؟ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ جو ہاتھ سے نکل جائے اس پر افسوس نہ کرنا؟ جو ممکن نہ ہو اس کی تصدیق نہ کرنا؟ میں، میرے پر، میرا گوشت اور میرا خون سب ملا کر بھی 20 مثقال کا نہیں، اتنا کہہ کر پرندہ پرواز کر گیا۔

حدثنا أبي قال:ثنا إبراهيم بن محمد بن الحسن،ثنا محمد بن عبد الله الرازي،ثنا مسلمة بن علقمة، عن داود، عن الشعبي:"أن رجلا صاد قنبرة، فلما صارت في يده قالت: ما تريد أن تصنع بي؟ قال: أذبحك وآكلك. قالت: ما أشفي من قرم، ولا أشبع من جوع، ولكن أعلمك ثلاث خصال خير لك من أكلي؛ أما واحدة أعلمك وأنا في يدك، والثانية على الجبل، والثالثة على الشجرة. فقال: هاتي الواحدة. قالت: لا تلهفن على ما فاتك. فلما صارت

على الجبل قالت: لا تصدقن بما لا يكون أن يكون. فلما صارت على الشجرة قالت: يا شقي، لو ذبحتني لأخرجت من حوصلتي درتين في كل واحدة عشرون مثقالا. قال:فعض على شفتيه وتلهف، فقال: هاتي الثالثة. قالت: قد نسيت اثنتين، فكيف أحدثك بالثالثة، ألم أقل لك لا تلهفن على ما فاتك، ولا تصدقن بما لا يكون أن يكون، أنا وريشي ولحمي ودمي لا أكون عشرين مثقالا. قال: فطارت وذهبت "

(حلیۃالأولیاءوطبقات الأصفیاء،جلد4،ص316،دارالفکرللطباعۃوالنشروالتوزیع،بیروت)

حکایت نمبر:13

حضرت عمر کے دور کے ایک نوجوان کا واقعہ

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو متقی، پرہیز گار اور مسجد میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ اس سے ایک عورت محبت کرتی تھی، ایک مرتبہ اس عورت نے اسے اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ وہ اس کے ساتھ خلوت میں آ گیا پھر اسے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کا خیال آیا تو وہ غش کھا کر گر گیا اس عورت نے اسے وہاں سے اٹھا کر اپنے دروازے پر ڈال دیا، پھر اس نوجوان کا والد آیا اور اسے اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، لیکن اس نوجوان کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا اور وہ مسلسل کانپ رہا تھا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (پ27، الرحمٰن:46)

تو اس کی قبر سے آواز آئی: "اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! بے شک اللہ عزوجل نے مجھے دو جنتیں عطا فرما دی ہیں اور وہ مجھ سے راضی بھی ہو گیا ہے۔"

روي أن شابا تقيا عابدا ملازما للمسجد في زمن عمر أحبته امرأة فدعته إلى نفسها حتى اختلى بها ثم ذكر وقوفه بين يدي ربه فخر مغشيا عليه فأخرجته وألقته على بابها فجاء أبوه وحمله إلى بيته فاصفر وارتعد حتى مات فجهز ودفن فوقف عمر على شفير قبره وقرأ: {ولمن خاف مقام ربه جنتان} [الرحمن:46]فنودي من قبره إن الله قد أعطانيهما يا عمر وأعطاني الرضا. (الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد1، ص38، دارالفکر)

حکایت نمبر:14

تقویٰ ہو تو ایسا

حضرت سیدُنا عون بن عبداللہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے، ایک نے دوسرے سے کہا: تیرا ایسا کون سا عمل ہے جس سے تو زیادہ خوف زدہ ہے؟ اس نے کہا: ایسا کوئی عمل نہیں جس سے میں خوف زدہ ہوں سوائے اس کے کہ میں ایک مرتبہ ایک کھیت سے گزرا تو میں نے وہاں سے ایک بالی توڑ لی پھر مجھے ندامت ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو اسی کھیت میں ڈال دوں جہاں سے توڑی ہے، میں بھول گیا کہ کس کھیت سے توڑی تھی لہٰذا میں نے اسے ایک کھیت ہی میں ڈال دیا بس مجھے اسی بات کا خوف ہے کہ میں اس بالی کو اس کی جگہ نہ ڈال سکا جہاں سے توڑا تھا۔ پھر کہنے لگا: تیرا ایسا کون سا عمل ہے جس سے تو خوف زدہ ہے؟ اس نے کہا: میں اس بات سے خوف کرتا ہوں کہ جب نماز کے لئے کھڑا

ہوں تو میرے ایک پاؤں پر دوسرے سے زیادہ وزن نہ پڑے۔ ان کا باپ ان کی بات سن رہا تھا اس نے دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ اپنے کلام میں سچے ہیں تو فتنے میں پڑنے سے قبل ان کو موت دے دے۔ چنانچہ ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔

حضرتِ سیِّدُنا عَوْن بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون افضل ہے؟ حضرتِ سیِّدُنا یزید نخعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میرے خیال میں باپ افضل ہے۔

حدثنا أبو محمد بن حيان، ثنا أحمد بن نصر، ثنا أحمد بن كثير، ثنا يزيد بن هارون، أنبأنا المسعودي، عن عون، قال: "كان أخوان في بني إسرائيل، فقال أحدهما لصاحبه: ما أخوف عمل عملته عندك؟ فقال: ما عملت عملا أخوف عندي من أني مررت بين قراحي سنبل فأخذت من أحدها سنبلة ثم ندمت، فأردت أن ألقيها في القراح الذي أخذتها منه فلم أدر أي القراحين هو فطرحتها في أحدهما، فأخاف أن أكون قد طرحتها في القراح الذي لم آخذها منه. فما أخوف عمل عملته أنت عندك؟ قال: إن أخوف عمل عملته عندي، إذا قمت في الصلاة أخاف أن أكون أحمل على إحدى رجلي فوق ما أحمل على الأخرى. قال: وأبوهما يسمع كلامهما، فقال: اللهم إن كانا صادقين فاقبضهما قبل أن يفتتنا، فماتا. قال: فما ندري أي هؤلاء أفضل؟ قال يزيد: الأب أرى أفضل.

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد4، ص316، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حکایت نمبر:15

نماز میں سستی کرنے کا عبرتناک انجام

سلف صالحین میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے منقول ہے کہ ان کی بہن کا انتقال ہو گیا جب وہ اسے دفنانے لگے تو ان کی پوٹلی جس میں کچھ پونجی جمع تھی قبر میں گر گئی، دفنا کر لوٹنے تک وہ اس سے بے خبر رہے، جب واپس لوٹ آئے تو انہیں یاد آیا، وہ اس کی قبر پر آئے اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد اسے کھودنے لگے، انہوں نے قبر میں بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو مٹی ڈال کر روتے ہوئے اپنی والدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی "اے امی جان! مجھے میری بہن کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا عمل کرتی تھی؟" والدہ صاحبہ نے کہا! "تم اس کے بارے میں کیا جاننا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: "امی جان میں نے اس کی قبر پر دہکتی ہوئی آگ دیکھی ہے۔" یہ سن کر وہ روتے ہوئے بولی: "بیٹا! تمہاری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور اسے وقت گزار کر پڑھا کرتی تھی۔"

جب وقت گزار کر نماز پڑھنے کا یہ حال ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ ہم اللہ عزوجل سے تمام آداب وکمالات اور وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق مانگتے ہیں بے شک وہ جواد و کریم اور رءُوف ورحیم ہے۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

عن بعض السلف: إنه دفن أختا له ماتت فسقط منه كيس فيه مال في قبرها ولم يشعر به حتى انصرف عن قبرها ثم تذكره، فرجع إلى قبرها فنبشه بعدما انصرف الناس فوجد القبر يشتعل عليها نارا فرد التراب عليها ورجع إلى أمه باكيا حزينا، فقال: يا أماه أخبريني عن أختي وما كانت تعمل؟ قالت: وما سؤالك عنها؟ قال: يا أماه رأيت قبرها يشتعل عليها نارا قال: فبكت وقالت: يا ولدي كانت أختك تتهاون بالصلاة وتؤخرها عن وقتها، فهذا حال من يؤخر

الصلاة عن وقتها فكيف حال من لا يصلي؟ فنسأل الله تعالى أن يعيننا على المحافظة عليها بكمالاتها في أوقاتها إنه جواد كريم رءوف رحيم. (الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد1، ص228، دار الفکر)

حکایت نمبر:16

صدقے کی برکت سے جان بچ گئی

منقول ہے کہ ایک شخص کے گھر میں موجود درخت پر قُمْری (فاختہ کی قسم کے ایک طوق دار پرندے) نے گھونسلہ بنالیا۔
جب اس قمری نے انڈوں میں سے بچے نکالنے کا اِرادہ کیا تو اس شخص کی بیوی نے اسے قمری کے انڈے اتارنے کا مشورہ دیا، اس شخص نے کئی مرتبہ ایسا کیا اور جب بھی قمری انڈے دیتی وہ شخص اس کے انڈے اٹھالیتا۔ قُمْری نے حضرت سیّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں اس بات کی شکایت کی اور عرض کی: یَانَبِیَّ الله! میں یہ چاہتی ہوں کہ میری اولاد ہو جو میرے بعد اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرے لیکن یہ شخص اپنی بیوی کے کہنے پر میرے انڈے چرالیتا ہے۔ جب قمری نے کئی مرتبہ اس بات کی شکایت کی تو حضرت سیّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے جنات کو حکم دیا کہ جب تم اس شخص کو درخت پر چڑھتے دیکھو تو اس کے دو ٹکڑے کر دینا۔ اب کی بار جب وہ شخص درخت پر چڑھنے لگا تو ایک مانگنے والا آگیا جسے اس شخص نے جو کی روٹی کھلائی، اس کے بعد وہ درخت پر چڑھا اور حسبِ معمول انڈے حاصل کر لیے۔ قمری نے پھر شکایت کی تو حضرت سیّدُنا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے جنات سے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں جو حکم دیا تھا تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔ جنات نے عرض کی: اس وقت دو فرشتے ہمارے سامنے آگئے اور انہوں نے ہمیں زمین کے کنارے پر پھینک دیا۔

وعشش ورشان في شجرة في دار رجل، فلما همت أفراخه بالطيران زينت امرأة ذلك الرجل له،أخذ أفراخ ذلك الورشان،ففعل ذلك مرارا، وكلما فرخ الورشان أخذوا أفراخه، فشكا الورشان ذلك إلى سليمان عليه السلام وقال:«يا رسول الله أردت أن يكون لي أولاد يذكرون الله تعالى من بعدي، فأخذها الرجل بأمر امرأته، ثم أعاد الورشان الشكوى، فقال سليمان لشيطانين:«إذا رأيتماه يصعد الشجرة، فشقاه نصفين».فلما أراد الرجل أن يصعد الشجرة اعترضه سائل فأطعمه كسرة من خبز شعير،ثم صعد وأخذ الأفراخ على عادته.فشكا الورشان ذلك إلى سليمان عليه السلام، فقال للشيطانين:«ألم تفعلا ما أمرتكما به؟» فقال:«اعترضنا ملكان فطرحانا في الخافقين».

(المستطرف في کل فن مستطرف، ص15، عالم الکتب بیروت)

حکایت نمبر:17

یتیموں کے ساتھ احسان کرنے کا بدلہ

کسی نیک بزرگ کا کہنا ہے: "میں ابتداءً بہت نشہ کرتا اور گناہوں میں مبتلا رہتا تھا، ایک دن میں نے ایک یتیم دیکھا تو میں اس سے شفقت سے پیش آیا جیسا کہ بچے پر شفقت کی جاتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پھر میں سوگیا تو میں نے جہنم کے فرشتوں کو دیکھا جو مجھے سختی سے پکڑ کر جہنم کی طرف لے جا رہے ہیں، اچانک وہی یتیم میرے سامنے آکھڑا ہوا اور ان فرشتوں سے کہنے لگا: "اسے چھوڑ دو! یہاں تک کہ میں اس کے بارے میں اپنے

رب عزوجل سے رجوع کرلوں۔" مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر اچانک ایک آواز آئی:"ہم نے اسے یتیم پر احسان کرنے کی وجہ سے اس کا حصہ عطاکر دیا ہے۔"لہٰذا میں بیدار ہوااور اس دن سے یتیموں کے ساتھ اور زیادہ احسان کرنے لگا۔"

قال بعض السلف: كنت في بدء أمري سكيرا مكبا على المعاصي، فرأيت يوما يتيما فأكرمته كما يكرم الولد بل أكثر، ثم نمت فرأيت الزبانية أخذوني أخذا مزعجا إلى جهنم وإذا باليتيم قد اعترضني، فقال دعوه حتى أراجع ربي فيه فأبوا. فإذا النداء خلوا عنه فقد وهبنا له ما كان منه بإحسانه إليه، فاستيقظت وبالغت في إكرام اليتامى من يومئذ. (الزواجرعن اقتراف الكبائر، جلد 1، ص 420، دار الفكر)

حکایت نمبر:18

روٹی صدقہ کرنے کی برکت

ایک شخص نے اپنے بیٹے کو تجارت کے لئے سفر پر بھیجا، کئی مہینے گزر گئے لیکن اس کی کوئی خبر نہ آئی۔ لڑکے کے باپ نے دو روٹیاں صدقہ کیں اور وہ دن تاریخ لکھ کر رکھ لی۔ ایک سال کے بعد اس کا بیٹا صحیح سلامت کثیر نفع کے ساتھ واپس آگیا۔ باپ نے بیٹے سے پوچھا: کیا سفر کے دوران تمہیں کوئی مصیبت در پیش آئی تھی؟ بیٹے نے جواب دیا: جی ہاں! دریا کے وسط میں ہماری کشتی ڈوب گئی اور دیگر لوگوں کے ساتھ میں بھی ڈوبنے لگا کہ اچانک دو نوجوان ظاہر ہوئے جنہوں نے مجھے پکڑ کر دریا کے کنارے پر پہنچادیا اور مجھ سے کہا: اپنے والد سے کہہ دینا کہ یہ ان دو روٹیوں کا بدلہ ہے، اگر وہ زیادہ صدقہ کرتا تو اس سے بھی زیادہ بدلہ پاتا۔

وجه رجل ابنه في تجارة فمضت أشهر ولم يقع له على خبر، فتصدق برغيفين وأرخ ذلك اليوم، فلما كان بعد سنة رجع ابنه سالما رابحا، فسأله أبوه: هل أصابك في سفرك بلاء؟ قال: نعم غرقت السفينة بنا في وسط البحر، وغرقت في جملة الناس، وإذا بشابين أخذاني فطرحاني على الشط، وقالا لي: قل لوالدك هذا برغيفين فكيف لو تصدقت بأكثر من ذلك؟(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 16، عالم الكتب بیروت)

حکایت نمبر:19

مجوسی کا قبولِ اسلام

منقول ہے کہ "کسی خوشحال علوی کے ہاں لڑکیاں تھیں، وہ مر گیا تو شدید فقر نے ان کے ہاں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ انہوں نے جگ ہنسائی کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کی اور ایک شہر کی متروکہ مسجد (یعنی جس میں لوگوں نے نماز پڑھنا چھوڑ دی تھی) میں داخل ہو گئیں، ان کی ماں نے انہیں وہاں چھوڑا اور خود ان کے لئے رزق تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی، وہ شہر کے ایک مسلمان رئیس کے پاس سے گزری اور اسے اپنا حال بیان کیا لیکن اس نے تصدیق نہ کی اور کہا:" مجھے اس کی دلیل پیش کرو۔" اس نے کہا:"میں مسافر ہوں۔" لیکن اس مسلمان رئیس نے اس خاتون سے منہ پھیر لیا، پھر وہ ایک مجوسی کے پاس سے گزری اور اس سے اپنی لاچارگی بیان کی تو اس نے تصدیق کرتے ہوئے اپنی ایک خاتون کو اس کے ساتھ بھیجا، لہٰذا وہ خاتون اس کو اور اس کی لڑکیوں کو اپنے گھر لے آئی اور ان کی بہت زیادہ عزت کی، جب نصف رات گزر گئی تو اس مسلمان نے خواب دیکھا:" قیامت قائم ہو چکی ہے اور نبیٔ کریم، رءوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے سر پر "لِوَاءُ الْحَمْد" (یعنی حمد کا جھنڈا) ہے اور آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے قریب ہی ایک عظیم الشان محل ہے، اس نے عرض کی:" یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!

یہ محل کس کے لئے ہے ؟"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"کسی بھی مسلمان شخص کے لئے۔"اس نے عرض کی:"میں بھی تو مسلمان موحِّد ہوں۔"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"میرے پاس اس کی دلیل پیش کرو۔

وہ حیران وششدر رہو گیاتو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اسے علوی خاتون کا قصہ بیان کیا،چونکہ وہ آدمی اس علوی خاتون کو دھتکار چکا تھالہٰذا شدتِ غم والم میں بیدار ہوااورانہیں تلاش کرنا شروع کر دیایہاں تک کہ اسے ایک مجوسی کے گھر میں اس کے موجود ہونے کا پتہ چلا،پس اس نے مجوسی سے مطالبہ کیالیکن اس نے انکار کر دیااور کہا:"مجھے اس کی برکات حاصل ہو چکی ہیں،مسلمان نے کہا:"یہ ایک ہزار(1000)دینار لے لواوروہ علوی خاتون میرے حوالے کر دو۔"لیکن اس مجوسی نے پھر بھی انکار کر دیا،تو مسلمان نے اس مجوسی کو ایسا کرنے سے متنفر کرنے کی کوشش کی لیکن اس مجوسی نے اس سے کہا:"جو تم چاہتے ہو میں اس کا زیادہ حق دار ہوں اور وہ محل جو تم نے خواب میں دیکھا ہے میرے لئے بنایا گیا ہے، کیاتم مجھ پر اپنے اسلام کی وجہ سے فخر کرتے ہو،اللہ عزوجل کی قسم!میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے جب تک کہ اس علوی خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول نہ کر لیااور میں نے بھی تمہارے خواب کی مثل خواب دیکھا ہے اور مجھ سے رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے استفسار فرمایا:"علوی خاتون اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟"میں نے عرض کی:"جی ہاں،یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم!"تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:"یہ محل تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے ہے۔"آخر کار وہ مسلمان چلا گیااور اس کے حزن وملال کو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

كان لبعض مياسير العلويين بنات من علوية فمات واشتد بهن الفقر إلى أن رحلن عن وطنهن خوف الشماتة، فدخلن مسجد بلد مهجورا فتركتهن أمهن فيه وخرجت تحتال لهن في القوت فمرت بكبير البلد وهو مسلم، فشرحت له حالها فلم يصدقها وقال: لا بد أن تقيمي عندي البينة بذلك. فقالت أنا غريبة فأعرض عنها، ثم مرت بمجوسي فشرحت له ذلك فصدق، وأرسل بعض نسائه فأتت بها وبناتها إلى داره فبالغ في إكرامهن، فلما مضى نصف الليل رأى ذلك المسلم القيامة قد قامت والنبي صلى الله عليه وسلم معقود على رأسه لواء الحمد وعنده قصر عظيم. فقال يا رسول الله لمن هذا القصر؟ قال لرجل مسلم، قال أنا مسلم موحد قال صلى الله عليه وسلم:أقم عندي البينة بذلك فتحير، فقص له صلى الله عليه وسلم خبر العلوية، فانتبه الرجل في غاية الحزن والكآبة إذ ردها، ثم بالغ في الفحص عنها حتى دل عليها بدار المجوسي فطلبها منه فأبى وقال قد لحقني من بركاتهن، فقال خذ ألف دينار وسلمهن إلي فأبى، فأراد أن يكرهه، فقال الذي تريده أنا أحق به، والقصر الذي رأيته في النوم خلق لي، أتفخر علي بإسلامك، فوالله ما نمت أنا وأهل داري حتى أسلمنا كلنا على يد العلوية، ورأيت مثل منامك. وقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم:العلوية وبناتها عندك؟ قلت نعم يا رسول الله. قال: القصر لك ولأهل دارك فانصرف المسلم وبه من الكآبة والحزن ما لا يعلمه إلا الله تعالى.(الزواجرعن اقتراف الکبائر،جلد1،ص421،دارالفکر)

حکایت نمبر:20

صدقہ بخشش کا ذریعہ بن گیا

منقول ہے کہ ایک شخص نے 70سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی، سردیوں کی ایک رات وہ اپنی عبادت گاہ میں موجود تھا کہ ایک خوبصورت عورت اس کے دروازے پر آئی اور اس سے دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ عابد نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور عبادت میں مصروف رہا، یہ دیکھ کر جب عورت واپس جانے لگی تو عابد نے اس کی طرف دیکھا، ایک نظر دیکھتے ہی وہ عورت عابد کو پسند آگئی، اس کی محبت دل میں گھر کر گئی اور عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ عابد اپنی عبادت کو چھوڑ کر اس عورت کے پیچھے گیا اور اس سے پوچھا: کہاں جارہی ہو؟ عورت نے جواب دیا: جہاں میں چاہوں۔ عابد نے کہا: اب تو مطلوب خود طالب بن چکا ہے اور آزاد لوگ بھی غلام بن گئے ہیں، پھر اس عورت کو کھینچ کر اپنے مکان میں داخل کر لیا، وہ سات دن تک اس کے پاس رہی۔ سات دن کے بعد عابد کو اپنی عبادت یاد آئی اور اس بات کا احساس ہوا کہ اس نے اپنی 70 سالہ عبادت کو سات دن کی نافرمانی کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اس بات کو یاد کر کے عابد اتنا رویا کہ اس پر غشی طاری ہوگئی، جب وہ ہوش میں آیا تو عورت نے اس سے کہا: اے شخص! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تم نے میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی نہیں کی اور میں نے تمہارے علاوہ کسی کے ساتھ اس کی نافرمانی نہیں کی، میں تمہارے چہرے پر نیکی کا اثر دیکھ رہی ہوں۔ تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جب تمہارا ربّ تم سے صلح فرمالے تو مجھے بھی یاد رکھنا۔ چنانچہ

وہ شخص ایک طرف چل دیا، رات کے وقت اس نے ایک کھنڈر میں پناہ لی جہاں 10 نابینا اَفراد موجود تھے اور اس جگہ کے قریب ایک راہب رہتا تھا جو ہر رات ان کے لئے 10 روٹیاں بھیجتا تھا۔ آج جب راہب کا غلام معمول کے مطابق روٹیاں لایا تو اس گناہ گار عابد نے بھی ہاتھ بڑھا کر ایک روٹی لے لی۔ ایک نابینا شخص جسے روٹی نہ مل سکی اس نے کہا: میری روٹی کہاں ہے؟ غلام نے جواب دیا: میں نے تو 10 کی 10 روٹیاں تقسیم کر دی ہیں۔ نابینا شخص نے کہا: کیا میں بھوکے پیٹ رات گزاروں؟ یہ معاملہ دیکھ کر عابد رو پڑا، اس نے وہ روٹی اس نابینا شخص کو دے دی اور اپنے آپ سے کہنے لگا: میں اس بات کا زیادہ حق دار ہوں کہ بھوکا رات گزاروں کیونکہ میں نافرمان ہوں جبکہ یہ شخص اطاعت گزار ہے۔ پھر وہ سو گیا رات کو بھوک نے شدت اختیار کر لی یہاں تک کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مَلَکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم دیا تو رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اس کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جو اپنے گناہ سے فرار ہو کر اطاعت کی طرف مائل ہوا جبکہ عذاب کے فرشتوں کا مَوْقِف تھا کہ یہ ایک گناہ گار شخص ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی 70 سالہ عبادت اور سات راتوں کے گناہ کا وزن کرو، جب وزن کیا گیا تو گناہ کا وزن زیادہ تھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پھر وحی فرمائی کہ سات راتوں کی نافرمانی اور اس روٹی کا وزن کرو جو اس نے ایثار کی تھی، جب فرشتوں نے وزن کیا تو وہ روٹی وزن میں بڑھ گئی۔ چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی توبہ قبول فرمالی۔

حكي أن رجلا عبد الله سبعين سنة، فبينما هو في معبده ذات ليلة إذ وقفت به امرأة جميلة فسألته أن يفتح لها، وكانت ليلة شاتية فلم يلتفت إليها، وأقبل على عبادته، فولت المرأة، فنظر إليها، فأعجبته فملكت قلبه وسلبت لبه، فترك العبادة وتبعها وقال: إلى أين؟ فقالت: إلى حيث أريد. فقال: هيهات صار المراد مريدا والأحرار عبيدا. ثم جذبها فأدخلها مكانه، فأقامت عنده سبعة أيام، فعند ذلك تذكر ما كان فيه من العبادة، وكيف باع عبادة سبعين سنة بمعصية سبعة أيام، فبكى حتى غشي عليه، فلما أفاق قالت له: يا هذا والله أنت ما عصيت الله مع غيري، وأنا ما عصيت الله مع غيرك، وإني أرى في وجهك أثر الصلاح، فبالله عليك إذا صالحك مولاك فاذكرني. قال فخرج هائما على وجهه. فآواه الليل إلى خربة فيها عشرة عميان، وكان بالقرب منهم راهب يبعث إليهم في كل ليلة بعشرة أرغفة،

فجاء غلام الراهب على عادته بالخبز، فمد ذلك الرجل العاصي يده، فأخذ رغيفا، فبقي منهم رجلا لم يأخذ شيئا، فقال: أين رغيفي؟ فقال الغلام: قد فرقت عليكم العشرة. فقال: أبيت طاويا، فبكى الرجل العاصي وناول الرغيف لصاحبه وقال لنفسه:أنا أحق أن أبيت طاويا لأنني عاص، وهذا مطيع، فنام واشتد به الجوع حتى أشرف على الهلاك. فأمر الله تعالى ملك الموت بقبض روحه فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب. فقالت ملائكة الرحمة: هذا رجل فر من ذنبه، وجاء طائعا. وقالت ملائكة العذاب: بل هو رجل عاص، فأوحى الله تعالى إليهم أن زنوا عبادة السبعين سنة بمعصية السبع ليال، فوزنوها فرجحت المعصية على عبادة السبعين سنة، فأوحى الله إليهم أن زنوا معصية السبع ليال بالرغيف الذي آثر به على نفسه. فوزنوا ذلك، فرجح الرغيف فتوفته ملائكة الرحمة، وقبل الله توبته.(المستطرف في كل فن مستطرف،ص16،عالم الكتب بیروت)

حکایت نمبر:21

چغل خور غلام

ایک غلام کو بیچتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ ''اس میں سوائے چغلی کے کوئی عیب نہیں۔ ''ایک شخص نے اس عیب کو ہلکا جانا اور اسے خرید لیا۔ وہ غلام اس مالک کے پاس چند دن تک چغلی سے رکا رہا پھر ایک دن اس نے اپنے مالک کی بیوی سے چغلی کھائی کہ ''اس کا شوہر کسی عورت کو پسند کرتا ہے یا اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ ''اور اسے مشورہ دیا کہ ''استرا لے کر اپنے شوہر کی گدی کے چند بال مونڈ دے تاکہ میں ان بالوں پر جادو کا عمل کر سکوں۔ ''اس عورت نے اس کی بات کو سچ سمجھا اور ایسا ہی کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا، پھر وہ غلام اپنے مالک کے پاس آیا اور اس کی بیوی کے بارے میں چغلی کھائی کہ ''اس کا ایک خفیہ یار ہے جس سے وہ محبت کرتی ہے اور آج رات تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے لہٰذا تم جھوٹ میں سو جانا تاکہ خود ہی دیکھ لو۔ ''اس مالک نے بھی اس کی بات کو سچ جانا، پس وہ جھوٹ میں سو گیا۔ جب اس کی بیوی اس کے بال مونڈنے کے لئے آئی تو اس نے خود سے کہا: ''غلام نے سچ ہی کہا تھا۔ ''لہٰذا جب اس کی بیوی اس کے حلق کے بال مونڈنے کے لئے جھکی تو اس نے وہی استرا لے کر اسے ذبح کر دیا۔ جب اس عورت کے خاندان کے لوگ آئے اور اسے مردہ پایا تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کر دیا۔ اس چغل خور کی بری عادت سے دونوں خاندانوں کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔

نودي على عبد يراد بيعه ليس به عيب إلا أنه نمام، فاشتراه من استخف بهذا العيب فلم يمكث عنده أياما حتى نم لزوجته أنه يريد التزوج أو التسري وأمرها أن تأخذ الموسى وتحلق بها شعرات من حلقه ليسحره لها فيهن، فصدقته وعزمت على ذلك فجاء إليه ونم له عنها أنها اتخذت لها خدنا أحبته وتريد ذبحك الليلة فتناوم لترى ذلك فصدقه فتناوم فجاءت لتحلق فقال صدق الغلام، فلما هوت إلى حلقه أخذ الموسى منها وذبحها به، فجاء أهلها فرأوها مقتولة فقتلوه فوقع القتال بين الفريقين بشؤم ذلك النمام.(الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، ص37، دار الفكر)

حکایت نمبر:22

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

منقول ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کے ساتھ مل کر بھنی ہوئی مرغی کھارہا تھا کہ اتنے میں دروازے پر ایک سائل آ گیا۔ اس شخص نے باہر نکل کر سائل کو جھڑک دیا جس پر سائل واپس چلا گیا۔ اس واقعے کے بعد وہ شخص فقر میں مبتلا ہوا، اس کی دولت جاتی رہی اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی جس نے ایک اور شخص سے شادی کرلی۔ یہ عورت ایک دن اپنے اس دوسرے شوہر کے ساتھ کھانا کھارہی تھی اوران کے سامنے بھنی ہوئی مرغی رکھی تھی کہ ایک سائل نے دروازے پر صدا لگائی۔ شوہر نے اپنی بیوی سے کہا: یہ مرغی اس مانگنے والے کو دے دو۔ چنانچہ بیوی نے مرغی سائل کے حوالے کی اور روتی ہوئی واپس آئی۔ جب شوہر نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ یہ سائل اس کا سابقہ شوہر ہے اور پھر یہ واقعہ بیان کیا کہ اس پہلے شوہر نے ایک سائل کو جھڑک کر واپس کر دیا تھا۔ عورت کے دوسرے شوہر نے یہ سن کر کہا: **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی قسم: وہ سائل میں ہی ہوں۔

حكي أن رجلا جلس يوما يأكل هو وزوجته وبين أيديهما دجاجة مشوية، فوقف سائل ببابه، فخرج إليه وانتهره، فذهب، فاتفق بعد ذلك أن الرجل افتقر وزالت نعمته، وطلق زوجته، وتزوجت بعده برجل آخر، فجلس يأكل معها في بعض الأيام وبين أيديهما دجاجة مشوية، وإذا بسائل يطرق الباب، فقال الرجل لزوجته ادفعي إليه هذه الدجاجة، فخرجت بها إليه فإذا هو زوجها الأول، فدفعت إليه الدجاجة ورجعت وهي باكية، فسألها زوجها عن بكائها، فأخبرته أن السائل كان زوجها، وذكرت له قصتها مع ذلك السائل الذي انتهره زوجها الأول، فقال لها زوجها: أنا والله ذلك السائل. (المستطرف في كل فن مستطرف، ص 17، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر: 23

قطع رحمی کرنے کا انجامِ بد

منقول ہے کہ ایک امیر شخص نے حج کا ارادہ کیا تو ایک اور امیر شخص کے پاس عرفہ سے لوٹنے تک بطورِ امانت ہزار (1000) دینار رکھے۔ جب واپس آیا تو اسے مرا ہوا پایا، اس نے اپنے مال کے متعلق اس کی اولاد سے دریافت کیا لیکن انہیں اس کی کوئی خبر نہ تھی، لہٰذا اس نے مکہ مکرمہ کے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام سے اس مسئلہ کا حل دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ جب آدھی رات ہو تو آبِ زمزم کے کنوئیں کے پاس آ کر اس میں دیکھنا اور پھر اس مرنے والے شخص کا نام لے کر آواز دینا، اگر وہ اہلِ خیر میں سے ہو تو پہلی ہی بار پکارنے پر تمہیں جواب دے گا۔ چنانچہ، وہ گیا اور اس میں آواز دی لیکن کسی نے اسے جواب نہ دیا، اس نے علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام کو واپس آ کر بتایا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا: ”ہمیں خوف ہے کہ تمہارا دوست جہنمیوں میں سے ہے، اب تم یمن جاؤ، وہاں ایک بَرَہُوت نامی کنواں ہے، منقول ہے کہ وہ جہنم کے منہ پر ہے، وہاں رات کے وقت جا کر دیکھنا اور پکارنا: اے فلاں! وہ تمہاری آواز کا جواب دے گا۔ چنانچہ، وہ یمن گیا اور جا کر اس کنوئیں کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو اس کی رہنمائی وہاں تک کر دی گئی، لہٰذا رات کے وقت اس نے وہاں جا کر آواز دی: اے فلاں! پس اس کے اس دوست نے اس کی آواز کا جواب دیا تو اس نے پوچھا: ”میرے دینار کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے اپنے گھر کی فلاں جگہ اسے دفن کر دیا اور اپنے بچوں کو بھی نہیں بتایا، ان کے پاس جاؤ اور وہاں گڑھا کھودو گے تو اپنا مال پالو گے۔ پھر اس نے پوچھا: کس چیز نے تمہیں یہاں پہنچایا حالانکہ میں تمہارے بارے میں اچھا گمان کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا: ”میری ایک غریب بہن تھی، میں نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر مہربانی نہیں کرتا تھا، اس سبب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے سزا دی اور مجھے اس مقام پر پہنچا دیا۔

وقد حكي أن رجلا غنيا حج فأودع آخر موسوما بالأمانة والصلاح ألف دينار حتى يعود من عرفة، فلما عاد وجده قد مات، فسأل ذريته عن المال فلم يكن لهم به علم، فسأل علماء مكة عن قضيته فقالوا له: إذا كان نصف الليل فأت زمزم فانظر فيها وناد يا فلان باسمه، فإذا كان من أهل الخير فيجيبك من أول مرة، فذهب ونادى فيها فلم يجبه أحد، فأخبرهم فقالوا له: إنا لله وإنا إليه راجعون؛ نخشى أن يكون صاحبك من أهل النار اذهب إلى أرض اليمن ففيها بئر تسمى بئر برهوت يقال إنه على فم جهنم فانظر فيه بالليل وناد يا فلان فيجيبك منها، فمضى إلى اليمن وسأل عن البئر فدل عليها، فذهب إليها ليلا ونادى فيها: يا فلان فأجابه، فقال أين ذهبي؟ فقال دفنته في الموضع الفلاني من داري ولم ائتمن عليه ولدي فأتهم واحفر هناك تجده، فقال له:ما الذي أنزلك هاهنا وقد كنت يظن بك الخير؟ قال: كان لي أخت فقيرة هجرتها وكنت لا أحنو عليها فعاقبني الله تعالى بسببها وأنزلني هذه المنزلة.
(الزواجرعن اقتراف الکبائر، جلد2، ص130، دار الفکر)

حکایت نمبر:24

صدقہ کے درہم سے جان بچ گئی

حضرت سیِّدُنا مکحول رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: اللہ عَزَّوَجَلَّ سے میرے بیٹے کے لئے دعا فرمایئے کیونکہ میرے دل میں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ سمندر میں ہلاک نہ ہوجائے۔ حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو میری دعا سے بھی زیادہ نفع بخش اور جلد قبول ہونے والی ہے؟ اس نے عرض کی: ضرور بتایئے۔ فرمایا: اپنے بیٹے کی طرف سے صدقہ کرو اور اس صدقے میں اس کی نجات اور اس کے سازوسامان کی حفاظت کی نیت کرو۔ اس شخص نے وہاں سے واپس آتے ہوئے سائل کو ایک درہم صدقہ دیا اور کہا: یہ میرے بیٹے اور اس کے سازوسامان کی حفاظت کے لئے ہے۔ اسی وقت ایک منادی نے سمندر میں یہ ندا کی: یہ فدیہ مقبول ہے اور زید کی مدد کی جائے گی۔ جب اس شخص کا بیٹا واپس آیا تو باپ نے اس سے حال پوچھا: بیٹے نے اس دن کی نشاندہی کی جس دن باپ نے اس کی طرف سے صدقہ دیا تھا اور کہا: ابا جان! میں نے فلاں دن سمندر میں ایک عجیب وغریب معاملہ دیکھا۔ ہم لوگ ہلاک ہونے ہی والے تھے کہ ہم نے فضا میں یہ آواز سنی: فدیہ مقبول ہے اور زید کی مدد کی جائے گی۔ اس کے بعد سفید لباس میں ملبوس کچھ افراد وہاں آگئے جنہوں نے ہماری کشتی کو وہاں سے قریب ایک جزیرے تک پہنچادیا، یوں ہم سب سلامت رہے اور بخیر وعافیت واپس آگئے۔

ذكر عن مكحول أن رجلا أتى إلى أبي هريرة رضي الله عنه فقال:ادع الله لا بني فقد وقع في نفسي الخوف من هلاكه. فقال له: ألا أدلك على ما هو أنفع من دعائي وأنجع وأسرع إجابة؟ قال: بلى. قال: تصدق عنه بصدقة تنوي بها نجاة ولدك وسلامة ما معه، فخرج الرجل من عنده، وتصدق على سائل بدرهم وقال: هذا خلاص ولدي وسلامته وما معه، فنادى في تلك الساعة مناد في البحر: ألا إن الفداء مقبول وزيد مغاث. فلما قدم سأله أبوه عن حاله فقال: يا أبت لقد رأيت في البحر عجبا يوم كذا وكذا في وقت كذا وكذا. وهو اليوم الذي تصدق فيه والده عنه بالدرهم، وذلك أنا أشرفنا على الهلاك والتلف، فسمعنا صوتا من الهواء: ألا أن الفداء مقبول وزيد مغاث.

وجاءنا رجال عليهم ثياب بيض فقدموا السفينة إلى جزيرة كانت بالقرب منا وسلمنا وصرنا بخير أجمعين.
(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 17، عالم الكتب بیروت)

حکایت نمبر:25

جیسا کروگے ویسا بھروگے

ایک بادشاہ کے متعلق منقول ہے کہ اس نے اپنی بیٹی کے ساتھ اس بات کا تجربہ کیا جو کہ انتہائی حسین وجمیل تھی، اس نے ایک مسکین عورت کے ساتھ اُسے باہر بھیجا اور حکم دیا کہ اس کے ساتھ کوئی جو چاہے کرے وہ کسی کو نہ روکے، اس کے بعد اسے کہا کہ وہ اس کی بیٹی کے چہرے سے حجاب ہٹا کر اسے لے کر بازاروں میں گُھومے پھِرے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن وہ جس شخص کے پاس سے بھی گزرتی وہ شرم وحیا سے اپنا سر نیچے جھکا لیتا، جب اس نے تمام شہر گھوم لیا اور کسی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا یہاں تک کہ وہ اسے لے کر بادشاہ کے گھر کے پاس پہنچ گئی جوں ہی وہ گھر میں داخل ہونے لگی تو ایک شخص نے اُس شہزادی کو روک لیا اور اس کو بوسہ دیا، اس کے بعد اسے چھوڑ کر چلا گیا، اس عورت نے شہزادی کو بادشاہ کے پاس پہنچایا، بادشاہ نے سارا ماجرا دریافت کیا تو اس نے بتا دیا، پس بادشاہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر کیا اور یوں عرض کی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی ساری زندگی میں صرف ایک عورت کو بوسہ دیا اور مجھ سے اس کا بدلہ لے لیا گیا۔"

قيل لبعض الملوك ذلك أراد تجربته بابنة له وكانت غاية في الجمال أنزلها مع امرأة فقيرة وأمرها أن لا تمنع أحدا أراد التعرض لها بأي شيء شاء ثم أمرها بكشف وجهها وأنها تطوف بها في الأسواق فامتثلت فما مرت بها على أحد إلا وأطرق رأسه عنها حياء وخجلا، فلما طافت بها المدينة كلها ولم يمد أحد نظره إليها حتى قربت بها من دار الملك لتريد الدخول بها فأمسكها إنسان وقبلها ثم ذهب عنها، فأدخلتها على الملك فسألها عما وقع فذكرت له القصة فسجد لله شكرا وقال الحمد لله ما وقع مني في عمري قط إلا قبلة لامرأة وقد قوصصت بها.
(الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد 2، ص 226، دار الفکر)

حکایت نمبر:26

دو احمق

منقول ہے کہ دو احمق شخص اکٹھے سفر کرنے لگے تو ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کسی بات کی تمنا کریں کیونکہ سفر میں وقت گزارنے کے لئے گفتگو کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ایک نے کہا: میری تمنا یہ ہے کہ مجھے بکریوں کے ریوڑ مل جائیں اور میں ان کے دودھ، گوشت اور اُون سے نفع حاصل کروں۔ دوسرے نے کہا: میری تمنا ہے کہ مجھے بھیڑیوں کے ریوڑ ملیں جنہیں میں تمہاری بکریوں پر چھوڑوں اور وہ ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہنے دیں۔ یہ سن کر پہلے نے کہا: تجھ پر افسوس ہے! کیا صحبت کا یہ حق ہے، پھر وہ دونوں ایک دوسرے پر چیخنے چلانے اور آپس میں لڑنے لگے اور ان کی لڑائی شدت اختیار کر گئی یہاں تک کہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی، پھر دونوں اس بات پر راضی ہوئے کہ اپنے پاس آنے والے پہلے شخص کو حکم (فیصلہ کرنے والا) بنا کر اس سے فیصلہ کروائیں گے۔ کچھ دیر کے بعد ان کے پاس ایک بوڑھا شخص آیا جس کے پاس ایک گدھا تھا اور اس پر شہد سے بھرے دو برتن تھے۔ ان دونوں نے بوڑھے شخص کو اپنا ماجرا سنایا تو اس نے شہد کے دونوں برتن اتار کر انہیں کھول

دیا یہاں تک کہ ان میں سے سارا شہد ریت پر بہہ گیا۔ بوڑھے نے کہا: اگر تم دونوں احمق نہ ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے خون کو اس شہد کی طرح بہادے۔

حكي أن أحمقين اصطحبا في طريق، فقال أحدهما للآخر: تعالى نتمن على الله فإن الطريق تقطع بالحديث. فقال أحدهما: أنا أتمنى قطائع غنم أنتفع بلبنها ولحمها وصوفها. وقال الآخر: أنا أتمنى قطائع ذئاب أرسلها على غنمك حتى لا تترك منها شيئا. قال: ويحك أهذا من حق الصحبة وحرمة العشرة. فتصايحا وتخاصما، واشتدت الخصومة بينهما حتى تماسكا بالأطواق، ثم تراضيا من أن أول من يطلع عليهما يكون حكما بينهما، فطلع عليهما شيخ بحمار عليه زقان من عسل، فحدثاه بحديثهما، فنزل بالزقين وفتحهما حتى سال العسل على التراب، قال: صب الله دمي مثل هذا العسل إن لم تكونا أحمقين. (المستطرف في كل فن مستطرف، ص17، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:27

لذت کی خاطر گناہ نہ کرو کیوں کہ گناہ باقی رہ جائے گا مگر لذت ختم ہو جائے گی

عرب کے ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا، اس نے اس پر بہت زیادہ مال خرچ کیا یہاں تک کہ اس عورت نے اسے اپنے نفس پر قدرت دے دی، جب وہ اس کے ساتھ فعلِ بد کے ارادہ سے بیٹھا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ فکر مند ہو گیا پھر اس عورت کو چھوڑ کر جانے لگا تو اس نے پوچھا: "تجھے کیا ہوا؟ "اس نے جواب دیا: "جو تھوڑی سی لذت کے بدلے ایسی جنت بیچے جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے یقیناوہ اس رقبہ کی اہمیت سے بہت کم واقف ہے۔ "پھر اسے چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

عشق بعض العرب امرأة وأنفق عليها أموالا كثيرة حتى مكنته من نفسها فلما جلس بين شعبتيها وأراد الفعل ألهم التوفيق ففكر ثم أراد القيام عنها، فقالت له ما شأنك؟ فقال إن من يبيع جنة عرضها السموات والأرض بقدر فتر لقليل الخبرة بالمساحة ثم تركها وذهب. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، ص228، دار الفكر)

حکایت نمبر:28

ایک متوکل شخص کی حکایت

خلیفہ بغداد مامون الرشید کو یہ خبر پہنچی کہ دمشق میں بنو امیہ کا ایک شخص ہے جو بہت زیادہ مال دار نیز کثیر سواریوں اور غلاموں کا مالک ہے اور آپ کی حکومت کو اس شخص سے خطرہ ہے، اس دن خلیفہ کوفہ میں تھا۔ مامون کے خادم منارہ کا بیان ہے کہ خلیفہ نے مجھے بلایا اور کہا: اسی وقت سو غلاموں کے ساتھ دمشق روانہ ہو جاؤ اور فلاں اموی شخص کو میرے پاس لاؤ۔ دمشق کے عامل کے نام یہ میرا خط ہے، یہ صرف اسی صورت میں اس تک پہنچانا جب کہ وہ اموی شخص تمہارے ساتھ آنے سے انکار کر دے، اگر وہ مان جائے تو اسے قید کر کے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ وہاں تم جو بھی چیز دیکھو اور اس کے ساتھ جو گفتگو ہو وہ سب یاد رکھنا اور اس کے تمام حالات مجھ سے بیان کرنا۔ میں تمہیں دمشق جانے کے لئے چھ دن، واپس آنے کے لئے چھ دن اور وہاں ٹھہرنے کے لئے ایک دن کا وقت دیتا ہوں۔ کیا تم سمجھ گئے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے برکت کے ساتھ سفر کرو۔ منارہ کا بیان ہے کہ مامون الرشید کے دربار سے نکل کر میں دن رات سفر کرتا ہوا دمشق کی طرف روانہ ہوا،

اس دوران میں صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے سواری سے اترتا تھا یہاں تک کہ ساتویں رات میں دمشق کے دروازے پر جا پہنچا۔ جب شہر کا دروازہ کھولا گیا تو میں اس اموی شخص کے گھر کی طرف روانہ ہوا، وہ ایک عظیم الشان گھر تھا جس میں ہر نعمت موجود تھی، خادمین و متعلقین کی کثیر تعداد تھی، ہر قسم کا ساز و سامان موجود تھا اور وسیع و عریض چبوترے تھے جن پر ملازمین بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بغیر اجازت اچانک گھر میں داخل ہوا تو گھر میں موجود ملازمین پریشان ہو گئے، انہوں نے میرے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ یہ امیر المؤمنین کا نمائندہ ہے۔ جب میں گھر کے وسط میں پہنچا تو کچھ باوقار لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ میرا مطلوب شخص انہیں میں سے ایک ہے، میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ غسل خانے میں موجود ہے۔ وہ لوگ میرے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے اور مجھے بٹھایا جبکہ میرے ساتھ آنے والے لوگوں کو دوسرے کمرے میں لے جانے کا حکم دیا۔ میں گھر کا جائزہ لینے لگا اور اس کے حالات میں غور کرنے لگا، کچھ ہی دیر میں وہ شخص غسل خانے سے آ گیا، اس کے ساتھ ایک جماعت موجود تھی جس میں بوڑھے، جوان، اس کے پوتے نواسے اور ملازمین شامل تھے، اس شخص نے مجھے سلام کیا اور مجھ
سے امیر المؤمنین کی خیریت دریافت کی۔ میں نے اسے بتایا کہ امیر المؤمنین بخیر و عافیت ہیں تو اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ اتنے میں اس کے سامنے پھلوں کے برتن لائے گئے تو اس نے کہا: اے منارہ! آؤ! ہمارے ساتھ کھاؤ۔ میں نے منع کیا تو اس نے مجھے دوبارہ کھانے کا نہیں کہا، میں اس بات میں غور کرنے لگا کہ اس نے مجھے میری کنیت سے نہیں پکارا۔ میں نے اس گھر میں ایسی چیزیں دیکھیں جو میں نے صرف خلیفہ کے محل میں دیکھی تھیں۔ کچھ دیر کے بعد کھانا حاضر کیا گیا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے حسنِ ترتیب، اچھی خوشبو اور برتنوں کی کثرت کے اعتبار سے ایسا کھانا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس شخص نے مجھے دعوت دیتے ہوئے کہا: اے منارہ! آؤ، کھانا کھاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے حاجت نہیں ہے، اس کے بعد اس نے دوبارہ دعوت نہیں دی۔ اب میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو ان میں سے کوئی بھی میرے پاس موجود نہیں تھا، میں اپنے ساتھیوں کی غیر موجودگی اور اس کے اہلِ خانہ کی کثرت کے سبب خوف زدہ ہو گیا۔ کھانے کے بعد جب اس نے ہاتھ دھو لیے تو اس کے پاس لوبان لایا گیا جس سے اس نے دھونی لی۔

اس کے بعد وہ نمازِ ظہر پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا اور خوب اچھی طرح رکوع و سجود کی ادائیگی کے ساتھ نماز ادا کی، نمازِ ظہر کے بعد اس نے کثیر نوافل پڑھے اور پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے منارہ! تم کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ میں نے اسے امیر المؤمنین کا خط دیا جسے اس نے چوم کر سر پر رکھا، پھر اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا، خط پڑھنے کے بعد اس نے اپنے تمام بیٹوں، خاص دوستوں، ملازمین اور دیگر تمام گھر والوں کو بلایا اور جب یہ سب لوگ جمع ہوئے تو اس کا وسیع و عریض گھر بھی تنگ محسوس ہونے لگا۔ یہ معاملہ دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گیا اور مجھے اس بات میں کوئی شک نہ رہا کہ وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ سب کے جمع ہونے پر اس شخص نے کہا: جب تک یہ معاملہ انجام کو نہ پہنچ جائے تم میں سے کوئی دو شخص ایک جگہ جمع نہ ہوں گے ورنہ اس پر طلاق، حج، غلام آزاد کرنا اور صدقہ وغیرہ لازم ہوں گے، پھر اس نے گھر کی خواتین کے حوالے سے کچھ ضروری ہدایات دیں، اس کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنے پاؤں میری طرف بڑھا کر کہا: اے منارہ! اپنی بیڑیاں لاؤ۔ میں نے بیڑیاں منگوا کر اسے پہنائیں، اسے اٹھا کر پالکی میں بٹھایا گیا، میں بھی اس کے ساتھ سوار ہوا اور ہم نے سفر کا آغاز کر دیا۔

جب ہم دمشق کے بیرونی حصے میں پہنچے تو وہ بے تکلفی کے ساتھ مجھ سے گفتگو کرنے لگا اور کہنے لگا: یہ زمینیں میری ہیں، ان سے ہر سال اتنی اتنی کمائی ہوتی ہے۔ یہ باغات بھی میرے ہیں، ان میں انتہائی عمدہ درخت اور بہترین پھل لگتے ہیں اور یہ کھیت بھی میرے ہیں جن میں ہر سال اتنی فصلیں ہوتی ہیں۔ اس کی یہ باتیں سن کر میں نے اس سے کہا: اے شخص! کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری شان و شوکت نے امیر المؤمنین کو اتنا پریشان کیا کہ انہوں نے تمہیں لانے کے لئے مجھے بھیجا ہے جبکہ وہ خود کوفہ میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ تم ان کے پاس جا رہے ہو اور نہیں جانتے کہ

تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ میں نے تمہیں تمہارے گھر بار، اہل وعیال اور آسائشوں سے جدا کر کے تنہا کر دیا ہے اور تم مجھ سے ایسی گفتگو کر رہے ہو جو غیر مفید ہے، نہ تو تمہیں اس کا کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی میں نے تم سے اس کے بارے میں پوچھا ہے، تمہارے لئے بہتر تو یہ ہے کہ تم اپنے بارے میں فکر کرو۔ میری یہ گفتگو سن کر اس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور کہا: اے منارہ! تمہارے بارے میں میرا اندازہ غلط ثابت ہوا، میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم اپنی عقل ودانائی کے سبب خلیفہ کے قریب ہو گے لیکن تم تو ایک جاہل اور عام سے شخص ہو جو اس قابل بھی نہیں کہ کوئی خلیفہ اس سے بات کرے۔ مجھے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ پر بھروسا ہے جس کے دستِ قدرت میں میری اور امیر المؤمنین کی پیشانی ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مرضی کے بغیر خلیفہ مجھے کوئی نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اگر میرے خلاف کوئی فیصلہ فرما دیا ہے تو میں کسی بھی حیلے سے اس نقصان سے نہیں بچ سکتا اور نہ ہی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اسے روک سکوں اور اگر اس نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو پھر اگرچہ امیر المؤمنین اور زمین پر بسنے والے سارے انسان مجھے نقصان پہنچانے کے لئے اکٹھے ہو جائیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اِذن کے بغیر وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ میں نے ایسا کوئی کام بھی نہیں کیا جس کے سبب میں خوف زدہ ہو جاؤں، معاملہ صرف اتنا ہے کہ کسی چغل خور نے امیر المؤمنین کے پاس مجھ پر بہتان طرازی کی ہے لیکن وہ کامل عقل والے ہیں، جب وہ میری بے گناہی پر مطلع ہو جائیں گے تو ہر گز مجھے تکلیف دینے کی اجازت نہ دیں گے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اب میں تمہارے سوالوں کے جواب کے علاوہ تم سے کوئی بات نہیں کروں گا۔

اس کے بعد اس شخص نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو گیا اور اس کا یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم تیرھویں دن کی صبح کوفہ پہنچ گئے۔ کوفہ میں امیر المؤمنین کی طرف سے خاص نمائندوں نے ہمارا استقبال کیا اور ہمارا حال پوچھا۔ اس کے بعد جب میں امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کہا: آؤ، اے منارہ! ہمارے پاس سے روانگی کے دن سے لے کر آج تک کے تمام حالات کی خبر دو۔ میں نے تفصیل کے ساتھ امیر المؤمنین کو تمام حالات بتانے شروع کئے اور اس کے ساتھ ہی ان کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے، جب میں اس مقام تک پہنچا جب اس شخص نے اپنی اولاد، غلاموں اور خاص افراد کو جمع کیا، ان سب کے جمع ہونے سے اس کا گھر تنگ پڑ گیا جبکہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی میرے ساتھ موجود نہ تھا تو ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، جب میں نے ذکر کیا کہ اس نے ان تمام افراد کو جمع کر کے انہیں کتنی سخت قسم دی تو ان کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے، پھر جب میں نے بتایا کہ اس شخص نے بیڑیاں پہنانے کے لئے اپنے پاؤں آگے بڑھا دیے تو ان کا چہرہ روشن ہو گیا اور اس پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ جب میں نے امیر المؤمنین کو اس گفتگو کی خبر دی جو میرے اور اس شخص کے درمیان اس کی زمینوں اور باغات کے بارے میں ہوئی تھی تو انہوں نے کہا: یہ ایک ایسا شخص ہے جس کی نعمتوں کے سبب لوگ اس سے حسد کرتے ہیں اور اس کے بارے میں ہمیں جھوٹی خبر دی گئی ہے۔ ہم نے اسے پریشان اور خوفزدہ کر دیا ہے، اسے اور اس کے اہلِ خانہ کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے، اس کے پاس جا کر اس کی بیڑیاں کھول کر اسے آزاد کر دو اور عزت واحترام کے ساتھ اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا، جب وہ شخص حاضر ہوا تو امیر المؤمنین نے اسے خوش آمدید کہا، اسے بٹھایا، معذرت کی اور اس سے اچھی طرح بات چیت کی۔ امیر المؤمنین نے اس سے کہا: اگر تمہیں کوئی ضرورت ہے تو مانگ لو۔ اس نے کہا: میری حاجت یہ ہے کہ میں جلد اپنے شہر واپس پہنچوں اور اپنے اہل وعیال سے ملوں۔ مامون الرشید نے کہا: یہ تو ہونا ہی ہے، اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لو۔ اس نے کہا: اپنی رعایا کے بارے میں امیر المؤمنین کے عدل کے سبب مجھے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ امیر المؤمنین نے اسے عمدہ لباس پہنایا اور مجھ سے کہا: اے منارہ! اسی وقت اس شخص کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور جہاں سے تم اسے لائے ہو اسی جگہ جا کر چھوڑو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حفاظت اور رعایت میں سفر کرو اور اپنی خبر اور ضرورتیں ہم سے منقطع نہ کرنا۔

ذرا غور کرو کہ اس حکایت میں مذکور شخص نے کس طرح اپنے خالق ومالک پر توکل کیا، بے شک جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل کرتا ہے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے، جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے سوال کرتا ہے وہ اسے اس کی مطلوبہ چیز عطا فرماتا ہے۔

رفع إلى الرشيد أن بدمشق رجلا من بني أمية عظيم المال والجاه كثير الخيل والجند، يخشى على المملكة منه، وكان الرشيد يومئذ بالكوفة. قال منارة خادم الرشيد:فاستدعاني الرشيد وقال: اركب الساعة إلى دمشق وخذ معك مائة غلام وائتني بفلان الأموي، وهذا كتابي إلى العامل لا توصله له إلا إذا امتنع عليك، فإذا أجاب فقيده وعادله بعد أن تحصي جميع ما تراه وما يتكلم به، واذكر لي حاله ومآله، وقد أجلتك لذهابك ستا، ولمجيئك ستا، ولإقامتك يوما، أفهمت؟ قلت: نعم. قال: فسر على بركة الله، فخرجت أطوي المنازل ليلا ونهارا لا أنزل إلا للصلاة أو لقضاء حاجة حتى وصلت ليلة السابع باب دمشق، فلما فتح الباب دخلت قاصدا نحو دار الأموي، فإذا هي دار عظيمة هائلة، ونعمة طائلة، وخدم وحشم، وهيبة ظاهرة، وحشمة وافرة، ومصاطب متسعة، وغلمان فيها جلوس، فهجمت على الدار بغير إذن، فبهتوا وسألوا عني، فقيل لهم: إن هذا رسول أمير المؤمنين، فلما صرت في وسط الدار رأيت أقواما محتشمين، فظننت أن المطلوب فيهم، فسألت عنه، فقيل لي: هو في الحمام، فأكرموني، وأجلسوني، وأمروا بمن معي ومن صحبني إلى مكان آخر، وأنا أنتقد الدار، وأتأمل الأحوال، حتى أقبل الرجل من الحمام ومعه جماعة كثيرة من كهول وشبان وحفدة وغلمان، فسلم علي وسألني عن أمير المؤمنين، فأخبرته وأنه بعافية، فحمد الله تعالى، ثم أحضرت له أطباق الفاكهة فقال: تقدم يا منارة كل معنا، فتأملت تأملا كثيرا إذ لم يكنني، فقلت: ما آكل، فلم يعاودني.ورأيت ما لم أره إلا في دار الخلافة، ثم قدم الطعام، فو الله ما رأيت أحسن ترتيبا، ولا أعطر رائحة، ولا أكثر آنية منه، فقال: تقدم يا منارة، فكل. قلت: ليس لي به حاجة، فلم يعاودني.ونظرت إلى أصحابي فلم أجد أحدا منهم عندي، فحرت لكثرة حفدته، وعدم من عندي، فلما غسل يديه أحضر له البخور فتبخر، ثم قام فصلى الظهر، فأتم الركوع والسجود، وأكثر من الركوع بعدها، فلما فرغ استقبلني وقال: ما أقدمك يا منارة؟

فناولته كتاب أمير المؤمنين، فقبله ووضعه على رأسه، ثم فضه وقرأه، فلما فرغ من قراءته استدعى جميع بنيه وخواص أصحابه وغلمانه وسائر عياله، فضاقت الدار بهم على سعتها، فطار عقلي، وما شككت أنه يريد القبض علي، فقال: الطلاق يلزمه والحج والعتق والصدقة، وسائر أيمان البيعة لا يجتمع منكم اثنان في مكان واحد حتى ينكشف أمره، ثم أوصاهم على الحريم ثم استقبلني وقدم رجليه وقال: هات يا منارة قيودك، فدعوت الحداد فقيده وحمل حتى وضع في المحمل وركبت معه في المحمل، وسرنا، فلما صرنا في ظاهر دمشق ابتدأ يحدثني بانبساط ويقول: هذه الضيعة لي تعمل في كل سنة بكذا وكذا، وهذا البستان لي وفيه من غرائب الأشجار وطيب الثمار كذا وكذا، وهذه المزارع يحصل لي منها كل سنة كذا وكذا، فقلت: يا هذا ألست تعلم أن أمير المؤمنين أهمه أمرك حتى أنفذني خلفك وهو بالكوفة ينتظرك، وأنت ذاهب إليه ما تدري ما تقدم عليه، وقد أخرجتك من منزلك ومن بين أهلك ونعمتك وحيدا فريدا، وأنت تحدثني حديثا غير مفيد ولا نافع لك ولا سألتك عنه، وكان شغلك بنفسك أولى بك:فقال: إنا لله وإنا

إليه راجعون، لقد أخطأت فراستي فيك يا منارة ما ظننت أنك عند الخليفة بهذه المكانة إلا لوفور عقلك، فإذا أنت جاهل عامي لا تصلح لمخاطبة الخلفاء، أما خروجي على ما ذكرت فإني على ثقة من ربي الذي بيده ناصيتي وناصية أمير المؤمنين، فهو لا يضر ولا ينفع إلا بمشيئة الله تعالى، فإن كان قد قضي علي بأمر فلا حيلة لي بدفعه ولا قدرة لي على منعه، وإن لم يكن قد قدر علي بشيء فلو اجتمع أمير المؤمنين وسائر من على وجه الأرض على أن يضروني لم يستطيعوا ذلك إلا بإذن الله تعالى، وما لي ذنب فأخاف، وإنما هذا واش وشى عند أمير المؤمنين ببهتان «1» ، وأمير المؤمنين كامل العقل، فإذا اطلع على براءتي فهو لا يستحل مضرتي، وعلي عهد الله لا كلمتك بعدها إلا جوابا.

ثم أعرض عني وأقبل على التلاوة وما زال كذلك حتى وافينا الكوفة بكرة اليوم الثالث عشر، وإذا النجب قد استقبلتنا من عند أمير المؤمنين تكشف عن أخبارنا، فلما دخلت على الرشيد قبلت الأرض، فقال: هات يا منارة أخبرني من يوم خروجك عني إلى يوم قدومك علي، فابتدأت أحدثه بأموري كلها مفصلة والغضب يظهر في وجهه، فلما انتهيت إلى جمعه لأولاده وغلمانه، وخواصه وضيق الدار بهم، وتفقدي لأصحابي، فلم أجد منهم أحدا أسود وجهه، فلما ذكرت يمينه عليهم تلك الأيمان المغلظة تهلل وجهه، فلما قلت إنه قدم رجليه أسفر وجهه واستبشر، فلما أخبرته بحديثي معه في ضياعه وبساتينه وما قلت له، وما قال لي فقال: هذا رجل محسود على نعمته، ومكذوب عليه، وقد أزعجناه وأرعبناه وشوشنا عليه وعلى أولاده وأهله، أخرج إليه، وانزع قيوده، وفكه وأدخله علي مكرما، ففعلت، فلما دخل قبل الأرض، فرحب به أمير المؤمنين وأجلسه، واعتذر إليه، فتكلم بكلام صحيح، فقال له أمير المؤمنين: سل حوائجك، فقال: سرعة رجوعي إلى بلدي وجمع شملي بأهلي وولدي قال: هذا كائن، فسل غيره؟ قال: عدل أمير المؤمنين في عماله ما أحوجني إلى سؤال. قال: فخلع عليه أمير المؤمنين، ثم قال: يا منارة اركب الساعة معه حتى ترده إلى المكان الذي أخذته منه. قم في حفظ الله وودائعه ورعايته ولا تقطع أخبارك عنا وحوائجك، فانظر حسن توكله على خالقه، فإنه من توكل عليه كفاه ومن دعاه لباه، ومن سأله أعطاه ما تمناه.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 77، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:29

جلتے چراغ پر اُنگلی رکھ دی

ایک نیک شخص کے متعلق منقول ہے کہ اسے اس کے نفس نے برائی پر اُبھارا، اس کے قریب ایک چراغ رکھا ہوا تھا، وہ اپنے نفس سے کہنے لگا: ”اے نفس! میں اپنی انگلی اس چراغ پر رکھتا ہوں، اگر تو نے اس کی حرارت کو برداشت کر لیا تو میں تجھے اس چیز کی قدرت دے دوں گا جس کا تو ارادہ رکھتا ہے۔ “ پھر جوں ہی اس نے چراغ پر اپنی انگلی رکھی تو اس کے نفس نے محسوس کیا کہ قریب ہے کہ آگ کی شدّت کی وجہ سے روح نکل جائے جبکہ حالت یہ تھی کہ وہ اس کو برداشت کر رہے تھے اور اپنے نفس سے فرما رہے تھے: ”کیا تو اسے برداشت نہیں کر سکتا؟ جب تو اس معمولی آگ کو برداشت نہیں کر سکتا جسے پانی میں 70 مرتبہ بُجھایا گیا یہاں تک کہ اہلِ دُنیا اس کو برداشت کرنے پر قادر ہوئے تو تُو جہنم کی اُس آگ کو کیسے برداشت کرے گا جس کی تپش اس سے 70 گنا زیادہ ہے۔ “ پس اس کا نفس اس خیال سے پھر گیا اور اس کے بعد اُسے کبھی ایسا خیال بھی نہ گزرا۔

وقع لبعض الصالحين أن نفسه حدثته بفاحشة وكان عنده فتيلة، فقال لنفسه يا نفس إني أدخل أصبعي في هذه الفتيلة فإن صبرت على حرها مكنتك مما تريدين، ثم أدخل أصبعه في نار الفتيلة حتى أحست نفسه أن الروح كادت تزهق منه من شدة حرها في قلبه وهو يتجلد على ذلك ويقول لنفسه هل تصبرين؟ وإذا لم تصبري على هذه النار اليسيرة التي طفئت بالماء سبعين مرة حتى قدر أهل الدنيا على مقابلتها فكيف تصبرين على حر نار جهنم المتضاعفة حرارتها على هذه سبعين ضعفا؟ فرجعت نفسه عن ذلك الخاطر ولم يخطر لها بعد.

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد2، ص228، دار الفکر)

حکایت نمبر:30

ایک بچی کا توکل

منقول ہے کہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کثیر العیال شخص تھے جس میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل تھے لیکن آپ ایک دانے کے بھی مالک نہ تھے اور آپ کا کل سرمایہ توکل تھا۔ ایک رات آپ اپنے مصاحبین کے ساتھ بیٹھے گفتگو فرمارہے تھے کہ حج کا تذکرہ شروع ہوگیا جس کی وجہ سے آپ کے دل میں بھی حج کا شوق پیدا ہوا۔ جب آپ گھر تشریف لائے تو بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کی اور ان سے فرمایا: اگر تم اپنے والد کو اجازت دے دو کہ وہ اس سال بیتُ اللہ شریف حاضر ہو کر حج کی سعادت پائے اور تم لوگوں کے لئے دعا کرے تو اس میں کیا حرج ہے؟ یہ سنکر آپ کی زوجہ اور اولاد نے کہا: آپ کی حالت یہ ہے کہ ایک دانے کے بھی مالک نہیں اور ہمارا فقر وفاقہ بھی آپ کے سامنے ہے، بھلا ہمارے اس حالت میں ہوتے ہوئے آپ حج کے لئے کیسے جاسکتے ہیں۔ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی ایک چھوٹی بچی تھی، اس نے جب یہ ماجرا دیکھا تو گھر کے دیگر افراد سے کہا: اگر تم لوگ والدِ محترم کو جانے کی اجازت دے دو تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ یہ جہاں جانا چاہیں انہیں جانے دو کیونکہ یہ رزق دینے والے نہیں بلکہ لینے والے ہیں۔ جب بچی نے یہ بات کی تو دیگر اہلِ خانہ نے کہا: خدا کی قسم! اس بچی نے سچ کہا، ابا جان! آپ جہاں جانا چاہیں چلے جائیں۔ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم اسی وقت اٹھے، حج کا احرام باندھا اور سوئے حرم روانہ ہوگئے۔

اگلی صبح جب آس پڑوس کے لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ گھر میں آکر گھر والوں کو ملامت کرنے لگے کہ تم لوگوں نے انہیں کیوں جانے دیا نیز آپ کے دوست اور پڑوسی آپ کی جدائی پر افسوس کرنے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر گھر کے افراد اس بچی کو بُرا بھلا کہنے لگے کہ اگر تم اس وقت نہ بولتی تو یہ نوبت نہ آتی۔ مدنی منی نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے آقا و مولیٰ! میں نے تو ان لوگوں کو تیرا فضل وکرم یاد دلایا تھا اور یہ بتایا تھا کہ تو انہیں ضائع نہ فرمائے گا، اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ! انہیں رسوا نہ فرما اور نہ ہی ان کے سامنے مجھے شرمندہ فرما۔

ایک طرف گھر میں یہ معاملہ چل رہا تھا اور دوسری طرف اس شہر کا امیر جو کہ شکار کے لئے نکلا تھا وہ اپنے لشکر اور ساتھیوں سے جُدا ہوگیا اور اسے شدید پیاس لگی تو وہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کے دروازے پر آگیا اور دروازہ کھٹکھٹا کر پانی مانگا۔ گھر والوں نے پوچھا: کون؟ اس نے جواب دیا کہ امیر شہر آپ کے دروازے پر موجود ہے اور پانی مانگ رہا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی زوجہ نے آسمان کی طرف سر اُٹھا کر کہا: مالک و مولیٰ! تو پاک ہے! کل ہم نے بھوکے پیٹ رات گزاری اور آج امیر شہر ہمارے دروازے پر کھڑا پانی مانگ رہا ہے۔ پھر انہوں نے ایک نیا پیالہ لے کر اسے پانی سے بھرا اور پانی لے جانے والے سے کہا: ہماری طرف سے معذرت کرنا (کہ ہم آپ کی زیادہ خدمت نہ

کر سکے)۔ امیر نے وہ پیالہ لے کر پانی پیا تو اسے بہت عمدہ پایا، اس نے پوچھا: کیا یہ کسی امیر شخص کا گھر ہے۔ لوگوں نے جواب دیا: نہیں، بخدا! یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک نیک بندے کا گھر ہے جو کہ حاتم اصم کے نام سے مشہور ہے۔ امیر نے کہا: ان کا نام تو میں نے بھی سنا ہے۔ اتنی دیر میں امیر شہر کا وزیر اور اس کے ساتھی بھی آ گئے تو وزیر نے عرض کی: میرے آقا! میں نے سنا ہے کہ وہ کل حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اور اپنے گھر والوں کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ اہلِ خانہ نے کل بھوکے پیٹ رات گزاری ہے۔ امیر شہر نے کہا: آج ہم بھی ان پر بوجھ بن بیٹھے ہیں اور یہ بات مروت کے خلاف ہے کہ ہم جیسے لوگ ان جیسوں پر بوجھ بن جائیں۔ اس کے بعد امیر شہر نے اپنی کمر کی پیٹی اتار کر حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کے گھر میں پھینک دی اور اپنے ہمراہیوں سے کہا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھی اپنی پیٹی گھر میں پھینک دے، یہ سن کر اس کے تمام ساتھیوں نے اپنی اپنی پیٹیاں اتار کر گھر کے اندر پھینک دیں۔ پھر جب وہ واپس جانے لگے تو وزیر نے کہا: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو میں کچھ دیر میں ان پیٹیوں کی قیمت لے کر آؤں گا، جب امیر اپنے محل میں واپس پہنچ گیا تو وزیر واپس آیا اور پیٹیوں کی قیمت کے طور پر کثیر رقم دے کر پیٹیاں واپس لے لیں۔ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کی مدنی منی نے جب یہ معاملہ دیکھا تو زار و قطار رونے لگی۔ گھر والوں نے اس سے کہا: یہ رونا کیسا؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہم پر وسعت و کشائش فرما دی ہے۔ بچی نے جواب دیا: امی جان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ کل ہم نے بھوکے پیٹ رات گزاری لیکن جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ایک بندے نے ہم پر نظر کی تو فقر و تنگدستی کے بعد ہمیں غنی کر دیا تو پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ جو کہ کریم ہے جب وہ ہماری طرف نظرِ کرم فرمائے گا تو ہمیں پلک جھپکنے کی مقدار بھی کسی کے حوالے نہیں فرمائے گا۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے والد کی طرف نظرِ رحمت فرما اور ان کے لئے بہترین انتظام فرما دے۔

یہ تو گھر والوں کا حال تھا، ادھر حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کا حال یہ تھا کہ جب احرام باندھ کر سفر پر روانہ ہوئے تو قافلے کا امیر بیمار ہو گیا، لوگوں نے کسی طبیب کو تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ امیر قافلہ نے پوچھا: کیا قافلے میں کوئی نیک بندہ موجود ہے، لوگوں نے حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کا تذکرہ کیا۔ جب آپ امیر قافلہ کے پاس تشریف لائے، اس سے گفتگو کی اور اس کے لئے دعا فرمائی تو وہ اسی وقت صحت یاب ہو گیا۔ امیر قافلہ نے حکم دیا کہ حضرت سیّدُنا حاتم اصم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم کے کھانے پینے اور سواری کا انتظام اس کی طرف سے کیا جائے۔ اس رات آپ اپنے اہل و عیال کی فکر میں سوئے تو خواب میں آپ سے کہا گیا: اے حاتم! جو ہمارے ساتھ اپنے معاملات کو درست کر لیتا ہے ہم بھی اس کے ساتھ اپنے معاملات کو درست کر لیتے ہیں، اس کے بعد آپ کو خبر دی گئی کہ کس طرح آپ کے اہلِ خانہ مالا مال ہو چکے ہیں، یہ سن کر آپ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خوب حمد و ثنا کی۔ جب آپ حج سے فارغ ہو کر واپس آئے اور اپنے بچوں سے ملے تو اپنی چھوٹی بچی کو گلے لگا کر روئے اور ارشاد فرمایا: ایک قوم کے چھوٹے دوسری قوم کے بڑے ہوتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے بڑوں کی طرف نہیں بلکہ تم میں سے زیادہ معرفت رکھنے والوں کی طرف نظر فرماتا ہے اس لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت اور اس پر توکل کو لازم پکڑ لو کیونکہ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر توکل اختیار کرتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

حكي أن حاتما الأصم كان رجلا كثير العيال، وكان له أولاد ذكور وإناث، ولم يكن يملك حبة واحدة، وكان قدمه التوكل فجلس ذات ليلة مع أصحابه يتحدث معهم، فتعرضوا لذكر الحج، فداخل الشوق قلبه، ثم دخل على أولاده، فجلس معهم يحدثهم، ثم قال لهم: لو أذنتم لأبيكم أن يذهب إلى بيت ربه في هذا العام حاجا، ويدعو لكم ماذا عليكم لو فعلتم؟ فقالت زوجته وأولاده: أنت على هذه الحالة لا تملك شيئا ونحن على ما ترى من الفاقة، فكيف تريد ذلك ونحن بهذه الحالة؟وكان له ابنة صغيرة فقالت: ماذا عليكم لو أذنتم له ولا يهمكم ذلك، دعوه يذهب

حيث شاء، فإنه مناول للرزق، وليس برزاق، فذكرتهم ذلك، فقالوا: صدقت والله هذه الصغيرة، يا أبانا انطلق حيث أحببت، فقام من وقته وساعته وأحرم بالحج، وخرج مسافرا، وأصبح أهل بيته يدخل عليهم جيرانهم يوبخونهم كيف أذنوا له بالحج، وتأسف على فراقه أصحابه وجيرانه، فجعل أولاده يلومون تلك الصغيرة ويقولون: لو سكت ما تكلمنا، فرفعت الصغيرة طرفها إلى السماء، وقالت: إلهي وسيدي ومولاي عودت القوم بفضلك وأنك لا تضيعهم فلا تخيبهم، ولا تخجلني معهم، فبينما هم على هذه الحالة إذ خرج أمير البلدة متصيدا، فانقطع عن عسكره وأصحابه، فحصل له عطش شديد، فاجتاز بيت الرجل الصالح حاتم الأصم، فاستسقى منهم ماء، وقرع الباب فقالوا: من أنت؟ قال: الأمير ببابكم يستسقيكم، فرفعت زوجة حاتم رأسها إلى السماء وقالت: إلهي وسيدي سبحانك البارحة بتنا جياعا، واليوم يقف الأمير على بابنا يستسقينا، ثم إنها أخذت كوزا جديدا وملأته ماء، وقالت للمتناول منها:اعذرونا، فأخذ الأمير الكوز وشرب منه، فاستطاب الشرب من ذلك الماء فقال: هذه الدار لأمير؟ فقالوا: لا والله بل لعبد من عباد الله الصالحين يعرف بحاتم الأصم.فقال الأمير: لقد سمعت به. فقال الوزير: يا سيدي لقد سمعت أنه البارحة أحرم بالحج وسافر ولم يخلف لعياله شيئا، وأخبرت أنهم البارحة باتوا جياعا، فقال الأمير: ونحن أيضا قد ثقلنا عليهم اليوم، وليس من المروءة أن يثقل مثلنا على مثلهم، ثم حل الأمير منطقته من وسطه ورمى بها في الدار، ثم قال لأصحابه: من أحبني، فليلق منطقته، فحل جميع أصحابه مناطقهم ورموا بها إليهم، ثم انصرفوا، فقال الوزير: السلام عليكم أهل البيت، لآتينكم الساعة بثمن هذه المناطق، فلما أنزل الأمير رجع إليهم الوزير، ودفع إليهم ثمن المناطق مالا جزيلا واستردها منهم، فلما رأت الصبية الصغيرة ذلك بكت بكاء شديدا، فقالوا لها: ما هذا البكاء؟ إنما يجب أن تفرحي، فإن الله قد وسع علينا، فقالت: يا أم، والله إنما بكائي كيف بتنا البارحة جياعا، فنظر إلينا مخلوق نظرة واحدة، فأغنانا بعد فقرنا، فالكريم الخالق إذا نظر إلينا لا يكلنا إلى أحد طرفة عين، اللهم انظر إلى أبينا، ودبره بأحسن التدبير، هذا ما كان من أمرهم.

وأما ما كان من أمر حاتم أبيهم، فإنه لما خرج محرما ولحق بالقوم توجع أمير الركب، فطلبوا له طبيبا، فلم يجدوا، فقال: هل من عبد صالح، فدل على حاتم، فلما دخل عليه وكلمه دعا له فعوفي الأمير من وقته، فأمر له بما يركب، وما يأكل، وما يشرب، فنام تلك الليلة مفكرا في أمر عياله، فقيل له في منامه: يا حاتم من أصلح معاملته معنا أصلحنا معاملتنا معه، ثم أخبر بما كان من أمر عياله، فأكثر الثناء على الله تعالى، فلما قضى حجه ورجع تلقته أولاده، فعانق الصبية الصغيرة وبكى، ثم قال: صغار قوم كبار قوم آخرين. إن الله لا ينظر إلى أكبركم ولكن ينظر إلى أعرفكم به، فعليكم بمعرفته والاتكال عليه فإنه من توكل على الله فهو حسبه.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص76، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:31

ترکِ زنا پر دنیا میں انعام

امام بخاری و مسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا نے ان 3 اشخاص کے متعلق روایت ذکر کی جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ”تمہیں اس چٹان سے اسی صورت میں نجات مل سکتی ہے کہ اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دعا کرو۔ “تو ان میں سے ایک نے کہا: یااللہ عَزَّوَجَلَّ! میری ایک چچازاد بہن تھی جو مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ عزیز تھی، میں نے اسے اس کے نفس کے بارے میں بہت ورغلایا مگر اس نے انکار کر دیا یہاں تک کہ ایک سال شدتِ قحط کے سبب اسے حاجت پیش آئی تو میرے پاس آئی، میں نے اسے 120 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ تنہائی مہیا کرے، وہ میری بات مان گئی یہاں تک کہ جب میں نے اس پر قدرت پائی تو وہ کہنے لگی: ”تیرے لئے جائز نہیں کہ تو ناحق اس مہر کو توڑے (یعنی نکاح کے بغیر ایسا کام کرے)۔ “تو میں زناکاری سے باز رہا اور اسے چھوڑ دیا حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی اور سونے کے جو دینار میں نے اسے دیئے تھے وہ بھی اسی کے پاس رہنے دیئے، یااللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل فقط تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ ہم سے دور فرما دے۔ “پس چٹان ہٹ گئی۔“

والشيخان حديث الثلاثة الذين انطبق عليهم الغار: فقالوا: «إنه لا ينجيكم من هذه الصخرة إلا أن تدعوا الله بصالح أعمالكم: فقال أحدهم: اللهم إنه كانت لي ابنة عم وكانت أحب الناس إلي، فراودتها عن نفسها فامتنعت حتى ألمت بها سنة من السنين أي نزل بها حاجة وفقر لشدة القحط فجاءتني؟ فأعطيتها مائة وعشرين دينارا على أن تخليس بيني وبين نفسها ففعلت حتى إذا قدرت عليها قالت لا أحل لك أن تفض الخاتم أي تطأ إلا بحقه أي بالنكاح فتحرجت من الوقوع عليها فانصرفت عنها وهي أحب الناس إلي وتركت لها الذهب الذي أعطيتها، اللهم إن كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج عنا ما نحن فيه فانفرجت الصخرة» الحديث.

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد 2، ص 227، دار الفكر)

(صحيح البخاري، جلد 3، ص 91، الحديث 2272، دار طوق النجاة)

حکایت نمبر: 32

گائے کا دودھ کم ہو گیا

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں: ایک بادشاہ اپنی مملکت میں بھیس بدل کر سیر کرنے نکلا اور ایک ایسے شخص کے پاس آیا جس کے پاس ایک گائے تھی اور وہ تین گائے کے برابر دودھ دیتی تھی بادشاہ اس بات پر بڑا حیران ہوا اور اس نے دل میں کہا کہ یہ گائے اس سے چھین لے گا۔ جب اگلے دن بادشاہ اس کے پاس آیا تو اس نے دیکھا کہ گائے نے گزشتہ کل کے مقابل آدھا دودھ دیا ہے، بادشاہ نے اس شخص سے کہا: کیا بات ہے اس کا دودھ کم کیوں ہے؟ کیا گزشتہ کل کے مقابل اس کو چارہ کم دیا ہے؟ اس شخص نے کہا: نہیں بلکہ میرا گمان ہے کہ ہمارے بادشاہ نے اس گائے کو دیکھ لیا ہے یا اس تک اس کی خبر پہنچی ہے اور اس نے گائے کو چھین لینے کا ارادہ کیا ہے اس لئے اس کے دودھ میں کمی ہو گئی ہے کیونکہ جب بادشاہ ظلم کرے یا ظلم کا ارادہ کرے تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔ بادشاہ نے توبہ کی اور اپنے دل میں اپنے رب سے عہد کیا کہ وہ اس گائے کو نہیں لے گا اور رعایا میں سے کسی ایک سے بھی حسد نہیں کرے گا۔ جب اگلے دن اس شخص نے دودھ نکالا تو وہ تین گائے کے دودھ کے برابر تھا۔

قال ابن عباس رضي الله عنهما: أن ملكا من الملوك خرج يسير في مملكته متنكرا، فنزل على رجل له بقرة تحلب قدر ثلاث بقرات، فتعجب الملك من ذلك وحدثته نفسه بأخذها، فلما كان من الغد حلبت له النصف مما حلبت بالأمس، فقال له الملك: ما بال حلبها نقص أرعت في غير مرعاها بالأمس؟ فقال: لا ولكن أظن أن ملكنا رآها أو وصله خبرها فهم بأخذها، فنقص لبنها، فإن الملك إذا ظلم أو هم بالظلم ذهبت البركة. فتاب الملك وعاهد ربه في نفسه أن لا يأخذها ولا يحسد أحدا من الرعية، فلما كان من الغد حلبت عادتها.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 114، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:33

کِفْل کی بخشش

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک یا دو مرتبہ یہ حدیثِ پاک بیان فرماتے نہیں سنا یہاں تک کہ 7 تک کا عدد شمار کر کے فرمایا بلکہ میں نے 7 سے زائد مرتبہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مدد گار صلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: بنی اسرائیل میں کِفْل نامی ایک شخص تھا جو اپنے کسی عمل میں بھی گناہ سے نہ بچتا تھا، ایک دفعہ اس کے پاس ایک عورت آئی، اس نے اسے 60 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا۔ جب وہ اس عورت کے پاس (زنا کے لئے) اس طرح بیٹھ گیا جس طرح شوہر اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی، اس نے پوچھا: ''تجھے کس چیز نے رُلایا؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟ ''تو عورت نے کہا: ''نہیں، مگر (میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ) میں نے پہلے کبھی ایسا برا کام نہیں کیا اور مجھے شدید حاجت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ ''تو اس نے کہا: ''تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ایسا کر رہی ہے تو میں اس سے ڈرنے کا زیادہ حق دار ہوں، تو چلی جا اور میں نے تجھے جو کچھ دیا ہے وہ بھی تیرے لئے ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! آئندہ میں کبھی بھی اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ ''پھر اسی رات اس کا انتقال ہو گیا، صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ''بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کِفْل کی بخشش فرما دی۔ ''لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدث حديثا لو لم أسمعه إلا مرة أو مرتين حتى عد سبع مرات ولكن سمعته أكثر من ذلك، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم: يقوله «كان الكفل من بني إسرائيل وكان لا يتورع من ذنب عمله، فأتته امرأة فأعطاها ستين دينارا على أن يطأها فلما قعد منها مقعد الرجل من امرأته ارتعدت وبكت، فقال ما يبكيك؟ أكرهتك؛ قالت لا ولكنه عمل ما عملته قط وما حملني عليه إلا الحاجة، فقال تفعلين أنت هذا من مخافة الله فأنا أحرى، اذهبي فلك ما أعطيتك ووالله لا أعصيه بعدها أبدا، فمات من ليلته فأصبح مكتوبا على بابه إن الله قد غفر للكفل، فعجب الناس من ذلك».

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد 2، ص 227، دار الفكر)

(سنن الترمذي، جلد 4، ص 239، الحديث 2496، دار الغرب الإسلامي بيروت)

حکایت نمبر:34

زہد ہو تو ایسا

منقول ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدُنا عمیر بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حمص کا گورنر بنایا اور جب ایک سال گزر گیا تو انہیں خط لکھ کر اپنے پاس بلایا۔ حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنا عصا، زادِ راہ کا تھیلا، ایک چھوٹا سا مشکیزہ اور ایک پیالہ ساتھ لئے ننگے پاؤں پیدل چلتے ہوئے حاضر ہوگئے۔ جب امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کی طرف دیکھا تو فرمایا: اے عمیر! کیا تم ہم سے بزدل ہوگئے ہو یا ایسے شہر سے آئے ہو جو بُرا ہے؟ حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بُری بات اور بُرے گمان سے منع نہیں کیا؟ میں آپ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ دنیا میرے ساتھ ہے۔ امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: کون سامال ہے تمہارے پاس؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: ایک عصا ہے جس پر میں ٹیک لگاتا ہوں اور دشمن سامنے آجائے تو اس سے مقابلہ کرتا ہوں، ایک تھیلا ہے جس میں اپنا زادِ راہ رکھتا ہوں، ایک چھوٹا مشکیزہ ہے جس سے پانی پیتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس سے میں وضو کرتا ہوں، اپنا سر دھوتا ہوں اور کھانا کھانے کے لئے استعمال کرتا ہوں۔ اے امیر المؤمنین! بخدا! یہی میری دنیا ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مجلس سے کھڑے ہوئے اور حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر مبارک پر آئے اور بہت زیادہ روئے اور یہ دعا کی: ”اَللّٰھُمَّ الْحِقْنِی بِصَاحِبَیَّ غَیْرَ مُفْتَضِحٍ وَلَا مُبَدِّلٍ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے رسوا ہونے اور بدلنے سے پہلے میرے دونوں صاحبوں کے ساتھ ملا دے۔“ پھر واپس اپنی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا: اے عمیر! ہم نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ تم نے کیسے کیا؟ حضرت سیّدُنا عمیر بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: میں نے اونٹ والوں سے اونٹ لئے اور ذمیوں سے جزیہ لیا اس حال میں کہ وہ اطاعت گزار تھے۔ پھر اس سارے مال کو فقرا، مساکین اور مسافروں میں تقسیم کر دیا۔ اے امیر المؤمنین خدا کی قسم! اگر اس میں سے میرے پاس کچھ بچتا تو میں ضرور آپ کے پاس حاضر کر دیتا۔ حضرت سیّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے عمیر! اپنے کام کی طرف دوبارہ جایئے۔ حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اپنے گھر بھیج دیجئے۔ انہیں اجازت مل گئی اور وہ اپنے گھر چلے گئے۔ حضرت سیّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حبیب نامی شخص کو 100 دینار دے کر بھیجا اور فرمایا: عمیر کے بارے میں مجھے خبر دینا، ان کے پاس تین دن رُکنا اور دیکھنا کہ وہ خوشحال ہیں یا تنگدست، اگر تنگدست ہوں تو یہ 100 دینار انہیں دے دینا۔
حبیب گئے اور تین دن حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس رُکے لیکن انہوں نے وہاں زیتون کے تیل اور جو کے علاوہ کوئی گزارے کی چیز نہ دیکھی۔ جب تین دن گزر گئے تو حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے حبیب! اگر تو مناسب سمجھے تو ہمارے پڑوسیوں میں سے کسی کے ہاں چلا جا ہو سکتا ہے کہ وہ تیری ہم سے اچھی خدمت کر سکیں، خدا کی قسم! اگر ہمارے پاس اس کے علاوہ کچھ ہوتا تو ہم ضرور تیرے لئے حاضر کرتے۔ حبیب نے 100 دینار دیئے اور عرض کی: یہ امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کے لئے بھیجے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنی زوجہ کو پھٹے پرانے کپڑے لانے کو کہا اور ان سے پانچ، چھ اور سات دینار کی پوٹلیاں بنالیں اور ان کو اپنے فقرا بھائیوں کی طرف بھیج دیا۔ حبیب حضرت سیّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ! میں آپ کے پاس ایسے شخص کی طرف سے آرہا ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ زاہد ہے اور اس کے پاس دنیا زیادہ ہے نہ کم ہے۔ حضرت سیّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کے لئے 241 کلو گرام گندم اور کپڑوں کا حکم دیا۔ حضرت سیّدُنا عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی:

اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ! کپڑے تو میں قبول کرلیتا ہوں لیکن گندم کی مجھے حاجت نہیں ہے کیونکہ گندم میرے گھر میں چار کلو کے قریب موجود ہے اور وہ ہمارے لئے کافی ہے جب تک ہمیں مزید کی ضرورت نہیں پڑتی۔

روي أن عمر رضي الله عنه استعمل على حمص رجلا يقال له: عمير بن سعد، فلما مضت السنة كتب إليه عمر رضي الله عنه إن أقدم علينا، فلم يشعر عمر إلا وقد قدم عليه ماشيا حافيا عكازته بيده وإداوته ومزوده وقصعته على ظهره، فلما نظر إليه عمر قال له: يا عمير أأجبتنا أم البلاد بلاد سوء؟ فقال يا أمير المؤمنين: أما نهاك الله أن تجهر بالسوء، وعن سوء الظن؟ وقد جئت إليك بالدنيا أجرها بقرابها، فقال له: وما معك من الدنيا؟ قال: عكازة أتوكأ عليها وأدفع بها عدوا إن لقيته ومزود أحمل فيه طعامي وإداوة أحمل فيها ماء لشربي ولطهوري، وقصعة أتوضأ فيها وأغسل فيها رأسي وآكل فيها طعامي، فو الله يا أمير المؤمنين ما الدنيا بعد إلا تبع لما معي.

قال: فقام عمر رضي الله عنه من مجلسه إلى قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر رضي الله عنه، فبكى بكاء شديدا، ثم قال: اللهم ألحقني بصاحبي غير مفتضح ولا مبدل، ثم عاد إلى مجلسه، فقال: ما صنعت في عملك يا عمير، فقال: أخذت الإبل من أهل الإبل، والجزية من أهل الذمة عن يد وهم صاغرون ثم قسمتها بين الفقراء والمساكين وأبناء السبيل، فو الله يا أمير المؤمنين لو بقي عندي منها شيء لأتيتك به.

فقال عمر: عد إلى عملك يا عمير، قال: أنشدك الله يا أمير المؤمنين أن تردني إلى أهلي، فأذن له فأتى أهله، فبعث عمر رجلا يقال له حبيب بمائة دينار وقال له: اختبر لي عميرا وأنزل عليه ثلاثة أيام حتى ترى حاله هل هو في سعة أم ضيق، فإن كان في ضيق فادفع إليه المائة دينار، فأتاه حبيب، فنزل به ثلاثا، فلم ير له عيشا إلا الشعير والزيت، فلما مضت ثلاثة أيام قال: يا حبيب، إن رأيت أن تتحول إلى جيراننا فلعلهم أن يكونوا أوسع عيشا منا، فإننا والله وتالله لو كان عندنا غير هذا لآثرناك به.

قال: فدفع إليه المائة دينار، وقال: قد بعث بها أمير المؤمنين إليك، فدعا بفرو خلق لامرأته، فجعل يصر منها الخمسة دنانير والستة والسبعة، ويبعث بها إلى إخوانه من الفقراء إلى أن أنفذها، فقدم حبيب على عمر، وقال: جئتك يا أمير المؤمنين من عند أزهد الناس وما عنده من الدنيا قليل ولا كثير، فأمر له عمر بوسقين من طعام وثوبين، فقال يا أمير المؤمنين أما الثوبان فأقبلهما، وأما الوسقان فلا حاجة لي بهما عند أهلي صاع من بر هو كافيهم حتى أرجع إليهم.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 122، عالم الكتب بیروت)

حکایت نمبر: 35

دو روٹیوں کے بدلے جنت

سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک عبادت گزار شخص بہت عبادت کیا کرتا تھا، اس نے اپنے عبادت خانہ میں 60 سال تک عبادت کی، زمین بارش سے سرسبز و شاداب ہوگئی، راہب نے عبادت خانہ سے جھانکا تو کہنے لگا: ”اگر میں نیچے بستی کی طرف جاؤں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کروں تو اور زیادہ برکت ہوگی۔“ پس وہ نیچے اُترا، اس کے پاس ایک یا دو روٹیاں تھیں، وہ زمین میں

گھوم پھر رہا تھا کہ اسے ایک عورت ملی، وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ راہب نے اس سے زنا کر لیا لیکن اس کے بعد اس پر (خوفِ الٰہی کی وجہ سے) غشی طاری ہو گئی، پھر وہ تالاب میں اترا تا کہ غسل کر لے اتنے میں ایک سوالی آیا تو اس نے اسے اشارہ کیا کہ وہ دونوں روٹیاں لے لے، اس کے بعد وہ مر گیا تو اس کی 60 سالہ عبادت کا اس زنا سے موازنہ کیا گیا تو زنا کا گناہ اس کی نیکیوں سے زیادہ تھا، پھر ایک یا دو روٹیاں اس کی نیکیوں کے ساتھ رکھی گئیں تو اس کی نیکیاں غالب آ گئیں، پس اس کی بخشش ہو گئی۔

وابن حبان في صحيحه أنه صلى الله عليه وسلم قال:«تعبد عابد من بني إسرائيل فعبد الله في صومعته ستين عاما فأمطرت الأرض فاخضرت فأشرف الراهب من صومعته فقال لو نزلت فذكرت الله فازددت خيرا، فنزل ومعه رغيف أو رغيفان فبينما هو في الأرض لقيته امرأة فلم يزل يكلمها وتكلمه حتى غشيها ثم أغمي عليه فنزل الغدير ليستحم فجاء سائل فأومأ إليه أن يأخذ الرغيفين، ثم مات فوزنت عبادة ستين سنة بتلك الزنية فرجحت الزنية بحسناته، ثم وضع الرغيف أو الرغيفان مع حسناته فرجحت حسناته فغفر له». (الزواجرعن اقتراف الكبائر، جلد2، ص222، دار الفكر)
(الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، جلد2، ص102، الحديث 378، مؤسسة الرسالة، بيروت)

حکایت نمبر:36

حفاظتِ دین کی خاطر جان دے دی

حضرتِ سیّدُنا وہب بن منبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنے زمانے کا افضل شخص ایک ایسے بادشاہ کے پاس آیا جو لوگوں کو خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کرتا تھا، لوگوں کے دلوں میں اُس شخص کی بہت عظمت تھی لیکن اس کے برے انجام کا خوف بھی، بادشاہ کے محافظ نے اس شخص سے کہا: آپ میری بکری کا بچہ مجھے لا دیں میں اسے ذبح کر دوں گا کیونکہ اس کا کھانا تو آپ کے لیے حلال ہی ہے لہٰذا جب بادشاہ آپ کے لیے خنزیر کے گوشت کا حکم دے گا تو میں وہی بکری کا گوشت لے آؤں گا آپ اسے کھا لیجئے گا، یوں اس نے بکری کا بچہ ذبح کر لیا پھر جب بادشاہ نے اس شخص کو بلایا اور اس کے لیے خنزیر کا گوشت لانے کا حکم دیا تو محافظ وہی بکری کا گوشت لے آیا، بادشاہ نے اس شخص کو حکم دیا کہ کھاؤ تو اس نے انکار کر دیا، ادھر محافظ اس کو آنکھ کے اشارے سے کہتا رہا کہ کھا لو، یہ اسی بکری کا گوشت ہے جو تم نے مجھے دی تھی، اس شخص نے گوشت کھانے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، جب درباری اس شخص کو لے کر گئے تو اسی محافظ نے کہا: آپ نے وہ گوشت کیوں نہ کھایا وہ وہی تھا جو آپ میرے پاس لائے تھے کیا آپ یہ سمجھے تھے کہ میں کوئی اور گوشت آپ کے لیے لایا تھا؟ اس نیک شخص نے کہا: مجھے یقین ہے تم بکری ہی کا گوشت لائے تھے لیکن مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے وہ گوشت کھا لیا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ اس نے خنزیر کا گوشت کھایا ہے اور پھر جو بھی وہ ناپاک گوشت کھانا چاہے گا وہ یہی کہے گا کہ فلاں نے بھی کھایا تھا اس طرح میں لوگوں کی گمراہیت کا سبب بن جاؤں گا، یہی وجہ ہے کہ میں نے کھانے سے انکار کیا۔ پھر اس نیک شخص کو قتل کر دیا گیا۔

حدثنا أبي، ثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا محمد بن سهل بن عسكر، ثنا إسماعيل بن عبد الكريم، حدثني عبد الصمد بن معقل، قال: سمعت وهب بن منبه، يقول: " أتى رجل من أفضل أهل زمانه إلى ملك كان يفتن الناس على أكل لحوم الخنازير، فلما أتي به استعظم الناس مكانه، وساءهم أمره، فقال له صاحب شرطة الملك: ائتني بجدي نذبحه مما يحل لك أكله فأعطنيه، فإن الملك إذا دعا بلحم الخنزير أتيتك به فكله، فذبح جديا فأعطاه إياه، ثم أتى به الملك

فدعا له بلحم الخنزير فأتى صاحب الشرطة باللحم الذي كان أعطاه إياه وهو لحم الجدي، فأمره الملك أن يأكله فأبى، فجعل صاحب الشرطة يغمز إليه ويأمره بأكله، يريه أنه اللحم الذي دفعه إليه، فأبى أن يأكله، فأمر الملك صاحب شرطته أن يقتله، فلما ذهب به قال: ما منعك أن تأكل وهو اللحم الذي دفعت إلي، أظننت أني أتيتك بغيره؟ قال: قد علمت أنه هو، ولكن خفت أن يقتاس بي الناس، فكل من أراده على أكل لحم الخنزير قال: قد أكله فلان، فيقتاس بي، فأكون فتنة لهم، فقتل"

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد4، ص55، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:37

لواطت جیسے فعلِ بد کا عبرتناک انجام

منقول ہے کہ حضرت سیّدُنا عیسیٰ بن مریم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سیر کرتے ہوئے ایک آگ کے پاس سے گزرے جو ایک شخص پر جلائی گئی تھی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے پانی لیا تاکہ اسے بُجھائیں تو وہ آگ بچے کی صورت میں بدل گئی اور وہ شخص آگ میں بدل گیا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اس پر بہت حیران ہوئے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! انہیں ان کی دنیاوی حالت میں لوٹادے تاکہ میں ان سے ان کے متعلق پوچھ سکوں۔'' چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو زندہ کیا تو آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دیکھا کہ وہ ایک مرد اور ایک نابالغ لڑکا تھا، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دریافت فرمایا: ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''اے روح اللہ (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام)! میں دنیا میں اس لڑکے کی محبت میں مبتلا تھا، شہوت نے مجھے اس کے ساتھ بدفعلی کرنے پر اُبھارا، اس کے بعد جب میں اور یہ بچہ مر گیا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایک مرتبہ اس بچے کو آگ میں بدل دیا تاکہ مجھے جلائے اور دوسری مرتبہ مجھے آگ بنادیا تاکہ میں اسے جلاؤں، لہٰذا قیامت تک یہ عذاب جاری رہے گا۔''

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے اس کی پناہ طلب کرتے ہیں اور اس سے عافیت اور اس کی رضا حاصل کرنے کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

روي: «أن عيسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم مر في سياحته على نار تتوقد على رجل فأخذ ماء ليطفئها عنه فانقلبت النار صبيا وانقلب الرجل نارا، فتعجب عيسى من ذلك، فقال يا رب ردهما إلى حالهما في الدنيا لأسألهما عن خبرهما فأحياهما الله تعالى فإذا هما رجل وصبي، فقال لهما عيسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم، ما خبركما وما أمركما؟ فقال الرجل: يا روح الله إني كنت في الدنيا مبتلى بحب هذا الصبي فحملتني الشهوة أن فعلت به الفاحشة فلما مت ومات الصبي صير الله الصبي نارا يحرقني مرة وصيرني نارا أحرقه أخرى فهذا عذابنا إلى يوم القيامة»

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، جلد2، ص234، دار الفکر)

حکایت نمبر:38

شراب پینے والا ایمان سے محروم ہوگیا

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے ایک شاگرد کے پاس تشریف لائے جس کی موت کا وقت قریب تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے کلمۂ شہادت کی تلقین کی مگر اس کی زبان سے ادا نہ ہو سکا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کے پاس بار بار کلمۂ طیبہ دُہراتے رہے تو اس نے کہا: ”میں نہیں پڑھتا اور میں اس سے بیزار ہوں۔“ اس کے بعد وہ مر گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اَشک بہاتے ہوئے وہاں سے واپس تشریف لے آئے، کچھ مدت کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسے خواب میں اس حال میں دیکھا کہ اسے آگ میں گھسیٹا جا رہا تھا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دریافت فرمایا: ”اے مسکین! کس سبب سے تجھ سے ایمان چھین لیا گیا؟“ اس نے کہا: ”اے استاذِ محترم! مجھے ایک بیماری لگ گئی تھی، میں چند طبیبوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: ہر سال شراب کا ایک پیالہ پی لیا کر، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تیری بیماری کبھی ختم نہ ہو گی، چنانچہ میں ہر سال بطورِ دوا شراب کا ایک پیالہ پی لیا کرتا تھا۔“ پس جب دوا کے طور پر شراب پینے والے کا یہ انجام ہوا تو ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو اسے بلا عذر پیتے ہیں؟

ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہر آفت و مصیبت سے عافیت طلب کرتے ہیں۔

عن الفضيل بن عياض رضي الله عنه أنه حضر عند تلميذ له حضره الموت فجعل يلقنه الشهادة ولسانه لا ينطق بها فكررها عليه فقال لا أقولها وأنا بريء منها ثم مات فخرج الفضيل من عنده وهو يبكي ثم رآه بعد مدة في منامه وهو يسحب به في النار فقال له يا مسكين بم نزعت منك المعرفة؟ فقال: يا أستاذ كان بي علة فأتيت بعض الأطباء فقال لي تشرب في كل سنة قدحا من الخمر وإن لم تفعل تبق بك علتك فكنت أشربها في كل سنة؛ لأجل التداوي فهذا حال من شربها للتداوي فكيف حال من يشربها لغير ذلك. (الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، ص262، دار الفکر)

حکایت نمبر:39

بیٹے کی بھیڑیے سے حفاظت

ایک عورت رات کا کھانا کھا رہی تھی کہ ایک سوالی آ گیا، عورت نے ایک لقمہ اسے بھی کھلا دیا۔ صبح وہ عورت اپنے شوہر کے پاس کھیت میں گئی اور بچے کو شوہر کے پاس چھوڑ کر کسی کام میں مصروف ہو گئی۔ اتنے میں ایک بھیڑیا وہاں آ پہنچا جس نے بچے کو اچک لیا۔ عورت نے جب یہ دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میرے بچے کی حفاظت فرما۔ فوراً ایک آنے والا آیا جس نے بھیڑیے کی گردن دبوچ لی اور عورت نے اپنے بچے کو بغیر کسی تکلیف اور نقصان کے بھیڑیے کے منہ سے نکال لیا۔ آنے والے نے عورت سے کہا: یہ لقمہ (یعنی تمہارا بیٹا) اس لقمے کے بدلے ہے جو تم نے سائل کو کھلایا تھا۔

وقف سائل على امرأة وهي تتعشى فقامت فوضعت لقمة في فيه، ثم بكرت إلى زوجها في مزرعته، فوضعت ولدها عنده وقامت لحاجة تريد قضاءها، فاختلسه الذئب. فوقفت وقالت: «يا رب ولدي»، فأتاها آت فأخذ بعنق الذئب، فاستخرجت ولدها من غير أذى ولا ضرر، فقال لها: «هذه اللقمة بتلك اللقمة التي وضعتها في فم السائل». (المستطرف في كل فن مستطرف، ص15، عالم الکتب بیروت)

حکایت نمبر:40

کفن چور کے اِنکشافات

منقول ہے کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے پاس ایک نوجوان غمگین حالت میں آیا اور عرض کی: ''اے خلیفہ! میں نے ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ ''عبد الملک بن مروان نے پوچھا: ''تیرا گناہ کیا ہے؟ ''اس نے بتایا: ''بہت بڑا ہے۔'' خلیفہ نے دوبارہ پوچھا: ''تیرا گناہ جو بھی ہو، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے توبہ کر وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہ معاف فرماتا ہے۔ ''اس نے عرض کی: ''اے خلیفہ! میں (کفن چوری کرنے کے لئے) قبریں کھودا کرتا تھا، اس دوران میں نے ان میں عجیب وغریب چیزیں دیکھیں۔ ''خلیفہ نے پوچھا: ''تو نے کیا دیکھا؟ ''اس نے بتایا: میں نے ایک رات ایک قبر کھودی تو دیکھا کہ مردے کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہے، میں ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ قبر میں سے کسی کہنے والے نے کہا: ''کیا تم میت کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اس کا چہرہ قبلہ سے کیوں پھیر دیا گیا ہے؟ ''میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ''یہ نماز کو ہلکا جانتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے دوسری قبر کھودی تو قبر والے کو دیکھا کہ وہ خنزیر بن چکا تھا اور اس کی گردن بیڑیوں اور طوق سے بندھی ہوئی تھی۔ میں اس سے بھی ڈر گیا اور نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک پھر کسی کی یہ آواز سنی: ''کیا تم اس کے عمل کے متعلق نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟ ''میں نے عذاب کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا: ''یہ شراب پیتا تھا اور بغیر توبہ کئے مر گیا۔ ''پھر میں نے تیسری قبر کھودی تو قبر والے کو زمین میں آگ کی میخوں سے بندھا ہوا پایا، اس کی زبان گُدّی سے باہر نکلی ہوئی تھی، میں ڈر گیا اور واپس پلٹنے کی خاطر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ اچانک آواز آئی: ''کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے اور یہ کہ اسے کیوں عذاب دیا جا رہا ہے؟ ''میں نے پوچھا: ''اسے عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ ''تو اس نے بتایا: ''یہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور لوگوں کی چغلی کھاتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔ ''پھر میں نے چوتھی قبر کھودی تو مردے کو آگ میں جلتا پایا۔ خوفزدہ ہو کر نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ مجھے کہا گیا: ''کیا تم اس کے اور اس کے اس حال کے متعلق نہیں پوچھو گے؟ ''میں نے پوچھا: ''اس کی اس حالت کی وجہ کیا ہے؟ ''تو اس نے بتایا: ''یہ نماز ترک کرتا تھا لہٰذا اس جیسے کی یہی سزا ہے۔''

پھر میں نے پانچویں قبر کھودی تو اسے حدِّ نگاہ تک وسیع پایا، اس میں نور ہی نور تھا اور صاحبِ قبر اپنے بستر پر محوِ آرام تھا اور اس کا لباس انتہائی خوبصورت تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہو گیا، ابھی میں نے نکلنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آواز آئی: ''کیا تم اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھو گے کہ اسے یہ عزت کیوں عطا کی گئی؟ ''میں نے کہا: ''(بتایئے!) کیوں عطا کی گئی؟ ''تو اس نے بتایا: ''یہ فرمانبردار نوجوان تھا، اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وعبادت میں زندگی گزاری۔ ''یہ سن کر خلیفہ عبد لملک بن مروان نے کہا: **''اس میں نافرمانوں کے لئے عبرت اور فرمانبرداروں کے لئے بشارت ہے۔''**

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو اس کی اطاعت کرتے اور اس کے احسان وکرم پر راضی ہیں۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

حكي عن عبد الملك بن مروان أن شابا جاء إليه باكيا حزينا فقال: يا أمير المؤمنين إني ارتكبت ذنبا عظيما فهل لي من توبة؟ فقال: وما ذنبك؟ قال: ذنبي عظيم. قال: وما هو فتب إلى الله فإنه يقبل التوبة من عباده ويعفو عن السيئات، قال: يا أمير المؤمنين كنت أنبش القبور وكنت أرى فيها أمورا عجيبة، قال: ما رأيت؟ قال: يا أمير المؤمنين: نبشت ليلة قبرا فرأيت صاحبه قد حول وجهه عن القبلة فخفت منه وأردت الخروج وإذا بقائل في القبر

يقول ألا تسأل عن الميت لماذا حول وجهه عن القبلة؟ فقلت: لماذا حول؟ قال: لأنه كان مستخفا بالصلاة فهذا جزاء مثله، ثم نبشت قبرا آخر فرأيت صاحبه قد حول خنزيرا وقد شد بالسلاسل والأغلال في عنقه فخفت منه وأردت الخروج وإذا بقائل يقول ألا تسأل عن عمله ولماذا يعذب؟ فقلت: لماذا؟ فقال: كان يشرب الخمر ومات من غير توبة، ثم نبشت قبرا آخر فوجدت صاحبه قد شد في الأرض بأوتاد من نار وأخرج لسانه من قفاه فخفت ورجعت وأردت الخروج فنوديت ألا تسأل عن حاله لماذا ابتلي؟ فقلت: لماذا؟ فقال: كان لا يتحرز من البول وكان ينقل الحديث بين الناس فهذا جزاء مثله. ثم نبشت قبرا آخر فوجدت صاحبه قد اشتعل بالنار فخفت وأردت الخروج فقيل لي ألا تسأل عنه وعن حاله؟ فقلت: وما حاله؟ قال: كان تاركا للصلاة فهذا جزاء مثله، ثم نبشت قبرا فرأيته قد وسع على مد البصر وفيه نور ساطع والميت نائم على سريره وقد أشرق نوره وعليه ثياب حسنة فأخذتني منه هيبة فأردت الخروج فقيل لي ألا تسأل عن حاله لماذا أكرم بهذه الكرامة؟ فقال: لماذا؟ فقيل لي: إنه كان شابا طائعا نشأ في طاعة الله عز وجل وعبادته. فقال: عبد الملك عند ذلك إن في ذلك لعبرة للعاصين وبشارة للطائعين.

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، جلد2، ص264، دار الفكر)

حکایت نمبر:41

بخل کا انجام

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی جس کے ہاتھ مفلوج تھے۔ اس نے اپنا ماجرا بیان کرتے ہوئے کہا: میرے والد صدقہ و خیرات کرنے کو پسند کرتے تھے جبکہ میری والدہ اسے ناپسند رکھتی تھی، انہوں نے اپنی زندگی میں چربی کے ایک ٹکڑے اور ایک پرانے چیتھڑے (کپڑے کے بوسیدہ ٹکڑے) کے علاوہ کوئی چیز صدقہ نہیں کی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہو چکی ہے، میری والدہ نے ایک پرانے چیتھڑے سے اپنی شرم گاہ کو چھپا رکھا ہے اور ان کے ہاتھ میں چربی کا ایک ٹکڑا ہے جسے وہ پیاس کی وجہ سے چاٹ رہی ہیں۔ میں اپنے والد کے پاس گئی تو وہ ایک حوض کے کنارے موجود تھے اور لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، میں نے ان سے پانی کا ایک پیالہ لیا اور اپنی والدہ کو پلا دیا۔ اوپر سے ایک آواز آئی: جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے ہاتھوں کو مفلوج کر دے۔ جب میں بیدار ہوئی تو میرے ہاتھ مفلوج ہو چکے تھے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔

دخلت امرأة شلاء على عائشة رضي الله عنها فقالت: «كان أبي يحب الصدقة وأمي تبغضها، لم تتصدق في عمرها إلا بقطعة شحم وخلقة، فرأيت في المنام كأن القيامة قد قامت، وكأن أمي قد غطت عورتها بالخلقة وفي يدها الشحمة تلحسها من العطش، فذهبت إلى أبي وهو على حافة حوض يسقي الناس، فطلبت منه قدحا من ماء فسقيت أمي، فنوديت من فوقي ألا من سقاها، فشل الله يدها فانتبهت كما ترين».

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص15، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:42

خلیفہ مامون اور غلام

عبداللہ بن طاہر کہتے ہیں: ہم ایک دن خلیفہ مامون کے پاس تھے کہ اس نے خادم کو آواز دی: اے غلام! کسی بھی غلام نے جواب نہ دیا۔ پھر دوسری مرتبہ خلیفہ نے زور سے آواز دی: اے غلام! تو ایک ترکی غلام یہ کہتے ہوئے داخل ہوا: کیا غلام کھاپی بھی نہیں سکتا، ہم جب بھی آپ کے پاس سے جاتے ہیں آپ اے غلام! اے غلام! کہنا شروع کر دیتے ہو، کب تک اے غلام پکاروگے ؟ مامون نے اپنا سر کافی دیر تک جھکائے رکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مامون مجھے اس کے قتل کا حکم دے گا۔ پھر مامون نے میری طرف دیکھا اور کہا: اے عبداللہ! جب بندے کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کے خادم کے اخلاق بُرے ہوتے ہیں اور جب بندے کے اخلاق بُرے ہوں تو اس کے خادم کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں اور ہم اس بات کی سَکَت نہیں رکھتے کہ ہمارے خادم کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہمارے اخلاق بُرے ہوں۔

قال عبد الله بن طاهر: كنا عند المأمون يوما، فنادى بالخادم: يا غلام، فلم يجبه أحد، ثم نادى ثانيا، وصاح يا غلام، فدخل غلام تركي وهو يقول: ما ينبغي للغلام أن يأكل ويشرب كلما خرجنا من عندك تصيح يا غلام يا غلام إلى كم يا غلام، فنكس المأمون رأسه طويلا، فما شككت أنه يأمرني بضرب عنقه، ثم نظر إلي فقال:

يا عبد الله إن الرجل إذا حسنت أخلاقه ساءت أخلاق خدمه، وإذا ساءت أخلاقه حسن أخلاق خدمه، وإنا لا نستطيع أن نسيء أخلاقنا لنحسن أخلاق خدمنا. (المستطرف في كل فن مستطرف، ص128، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:43

ایثار کی عجیب حکایت

حضرت سیّدُنا ابو محمد اَزْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کا بیان ہے کہ مَرْوَ میں ایک مسجد جل گئی تو مسلمانوں نے یہ گمان کیا کہ اسے عیسائیوں نے جلایا ہے اور اس کے ردعمل میں انہوں نے عیسائیوں کے کئی گرجاگھر جلادیئے۔ بادشاہ نے گرجا جلانے والے کئی مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور پرچیاں لکھیں جن میں سے کسی پر ہاتھ کاٹنے، کسی پر کوڑے لگانے اور کسی پر قتل کرنے کی سزا تحریر تھی، پھر یہ پرچیاں ان قیدیوں پر بکھیر دیں۔ جس شخص پر جو پرچی گری اس کے ساتھ وہی سلوک کیا گیا۔ ایک شخص کے ہاتھ میں وہ پرچی آئی جس میں قتل کا لکھا ہوا تھا، اس شخص نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میری ماں نہ ہوتی تو مجھے اپنے قتل کی کوئی پرواہ نہ ہوتی۔ اس شخص کے برابر میں موجود ایک نوجوان نے کہا: میری پرچی میں کوڑوں کی سزا درج ہے اور میری ماں زندہ نہیں ہے، تم میری پرچی لے لو اور اپنی پرچی مجھے دے دو، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اس طرح وہ نوجوان قتل کر دیا گیا اور اس شخص کی جان بچ گئی۔

حكاه أبو محمد الأزدي قال: لما احترق المسجد بمرو، ظن المسلمون أن النصارى أحرقوه، فأحرقوا خاناتهم، فقبض السلطان على جماعة من الذين أحرقوا الخانات، وكتب رقاعا فيها القطع والجلد والقتل ونثرها عليهم، فمن وقع عليه رقعة فعل به ما فيها. فوقعت رقعة فيها القتل بيد رجل، فقال: والله ما كنت أبالي لولا أم لي. وكان بجنبه بعض الفتيان، فقال له: في رقعتي الجلد وليس لي أم، فخذ أنت رقعتي وأعطني رقعتك. ففعل، فقتل ذلك الفتى وتخلص هذا الرجل. (المستطرف في كل فن مستطرف، ص167، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:44

غصہ بھگانے کا انوکھا طریقہ

حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر بن سلیمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جسے بہت غصہ آتا تھا۔ اُس نے تین کاغذ لکھے اور آدمیوں کو دے دیئے، پہلے سے کہا: جب مجھے غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا: جب میرا غصہ تھم جائے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا اور تیسرے سے کہا: جب میرا غصہ بالکل چلا جائے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا۔ ایک دن اُسے بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: تیری اور تیرے اس غصے کی کیا حیثیت ہے؟ تو خدا نہیں بلکہ ایک انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا ایک حصہ دوسرے کو کھائے گا۔ یہ پڑھ کر اُس کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: تم زمین والوں پر رحم کرو عرش والا تم پر رحم کرے گا۔ پھر تیسرا کاغذ دیا گیا جس میں لکھا تھا: لوگوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق کے ساتھ پکڑو ان کی اصلاح اسی بات سے ہو گی۔

قال المعتمر بن سليمان: كان رجل ممن كان قبلكم يغضب، ويشتد غضبه، فكتب ثلاث صحائف، فأعطى كل صحيفة رجلا. وقال للأول: إذا اشتد غضبي، فقم إلي بهذه الصحيفة وناولنيها، وقال للثاني: إذا سكن بعض غضبي فناولنيها، وقال للثالث: إذا ذهب غضبي، فناولنيها. وكان في الأول: «اقصر، فما أنت وهذا الغضب، إنك لست بإله إنما أنت بشر يوشك أن يأكل بعضك بعضا» . وفي الثانية: «ارحم من في الأرض يرحمك من في السماء». وفي الثالثة: «احمل عباد الله على كتاب الله، فإنه لا يصلحهم إلا ذاك».

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص201، عالم الكتب بیروت)

حکایت نمبر:45

والد کی خدمت کا صلہ

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ محترم حضرتِ سیِّدُنا طاؤس بن کیسان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: ایک شخص کے چار بیٹے تھے، وہ بیمار ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: "یا تو تم تینوں والد کی تیمارداری کرو اور ان کی میراث سے اپنے لئے کچھ حصہ نہ لو یا میں ان کی تیمارداری کرتا ہوں اور ان کی میراث سے کچھ حصہ نہیں لیتا۔" تینوں نے کہا: "تم تیمارداری کرو اور میراث سے کچھ حصہ نہ لو۔" چنانچہ وہ والد کی تیمارداری کرتا رہا حتّٰی کہ والد کا انتقال ہو گیا، لہٰذا اس نے میراث میں سے کچھ حصہ نہ لیا۔ ایک رات اس نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا: "فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے 100 دینار لے لو۔" لڑکے نے پوچھا: "کیا اس میں برکت ہے؟" جواب ملا: "نہیں۔" صبح ہوئی تو اس نے خواب اپنی بیوی کو سنایا، بیوی نے کہا: "تم ان دیناروں کو لے لو، ان کی برکت یہ ہے کہ ہم ان سے کپڑے بنوائیں اور زندگی گزاریں۔" لڑکے نے انکار کر دیا۔ اگلی رات پھر اس نے خواب میں کسی کو کہتے سنا: "فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے 10 دینار لے لو۔" اس نے پوچھا: "کیا ان میں برکت ہے؟" جواب ملا: "نہیں۔" صبح اس نے اپنی بیوی کو خواب سنایا تو بیوی نے پہلے کی طرح کہا مگر اس نے پھر لینے سے انکار کر دیا، تیسری رات پھر اس نے خواب میں سنا: "فلاں جگہ جاؤ اور ایک دینار لے لو۔" اس نے پوچھا: "کیا اس میں برکت ہے؟" جواب ملا: "ہاں۔" چنانچہ لڑکا گیا اور دینار لے کر بازار روانہ ہو گیا، اسے ایک آدمی ملا جو دو مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا، لڑکے نے کہا: "ان کی قیمت کیا ہے؟" اس نے کہا: "ایک دینار۔" لڑکے نے دینار کے بدلے دونوں مچھلیاں لیں اور چل دیا۔ گھر آ کر ان کا پیٹ چاک کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کی مثل لوگوں نے نہ دیکھا تھا۔ ادھر بادشاہ نے ایک شخص کو ایسا ہی موتی تلاش کرنے اور خریدنے بھیجا تو وہ اس لڑکے

کے پاس ملا، لہٰذا اس نے وہ موتی سونے سے لدے ہوئے 30 خچروں کے عوض بیچ دیا۔ جب بادشاہ نے موتی دیکھا تو کہا: "اس کا فائدہ اسی صورت میں ہے کہ اس کی مثل ایک اور بھی ہو۔" لہٰذا بادشاہ نے خدام سے کہا: اس کی مثل ایک اور تلاش کرو اگرچہ قیمت دگنی دینی پڑے۔
چنانچہ وہ اسی لڑکے کے پاس آئے اور کہا: "جو موتی ہم نے تم سے خریدا تھا اس کی مثل اور بھی ہو تو ہمیں دے دو ہم تمہیں دگنی رقم دیں گے۔" لڑکے نے پوچھا: "کیا تم واقعی اتنا دوگے؟" انہوں نے کہا: "ہاں۔" چنانچہ لڑکے نے دوسرا موتی دگنی قیمت میں (یعنی سونے سے لدے ہوئے 60 خچروں کے عوض) فروخت کر دیا۔

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا إسحاق بن إبراهيم الدبري، ثنا عبد الرزاق، ثنا معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه، قال: كان رجل له أربعة بنين فمرض فقال أحدهم:"إما أن تمرضوه وليس لكم من ميراثه شيء وإما أن أمرضه وليس لي من ميراثه شيء، قالوا: مرضه وليس لك من ميراثه شيء. قال: فمرضه حتى مات ولم يأخذ من ميراثه شيئا، قال: فأتي في النوم فقيل له: ائت مكان كذا وكذا فخذ منه مائة دينار. فقال في نومه: أفيها بركة؟ قالوا: لا. قال: فأصبح فذكر ذلك لامرأته فقالت امرأته: خذها فإن من بركتها أن نكتسي منها ونعيش منها، فأبى، فلما أمسى أتي في النوم فقيل له: ائت مكان كذا وكذا فخذ منه عشرة دنانير فقال: أفيها بركة؟ قالوا: لا. فلما أصبح قال ذلك لامرأته فقالت له مثل مقالتها الأولى فأبى أن يأخذها، فأتي في الليلة الثالثة فقيل له: ائت مكان كذا وكذا فخذ منه دينارا فقال: أفيه بركة؟ قالوا: نعم. قال: فذهب فأخذه ثم ذهب به إلى السوق، فإذا هو برجل يحمل حوتين، فقال: بكم هما؟ قال: بدينار. قال: فأخذهما منه بدينار ثم انطلق بهما فلما دخل بيته شق بطنهما فوجد في بطن كل واحدة منهما درة لم ير الناس مثلهما. قال: فبعث الملك يطلب درة يشتريها فلم توجد إلا عنده فباعها بوقر ثلاثين بغلا ذهبا، فلما رآها الملك قال: ما تصلح هذه إلا بأخت، اطلبوا أختها وإن أضعفتم، قال: فجاءوه فقالوا: أعندك أختها ونعطيك ضعف ما أعطيناك؟ قال: وتفعلون؟ قالوا: نعم. قال: فأعطاهم إياها بضعف ما أخذوا الأولى"
(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد4، ص7، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حکایت نمبر:46

ایفائے عہد کے لئے جان کی پروانہ کی

نعمان بن منذر نامی عرب کا ایک بادشاہ تھا جس نے سال میں دو دن مقرر کئے ہوئے تھے کہ ایک دن لوگوں میں سے جو اُس سے پہلے ملتا تھا اُسے انعام واکرام سے نوازتا تھا اور ایک دن ایسا تھا کہ جو اُس دن اُسے پہلے ملتا تھا وہ اُسے قتل کرادیتا تھا۔ قبیلہ طے کا ایک شخص فقر وفاقہ سے تنگ آکر باہر نکلا تو اس کا سامنا نعمان بن منذر سے اُسی روز ہوگیا جس میں وہ پہلے ملنے والے کو قتل کر دیا کرتا تھا اور یہ اُس سے ملنے والا پہلا شخص تھا۔ اس شخص کو جب اپنے قتل کا یقین ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: آپ مجھے ابھی قتل کریں یا دن کے آخری حصے میں بات ایک ہی ہے لیکن میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور اہل وعیال بھوکے ہیں اگر آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں تو میں اپنے گھر والوں کے لئے خوراک کا بندوبست اور ان کے لئے وصیت کر آتا ہوں۔ بادشاہ کو اُس کے حال پر رحم آگیا تو اُس سے کہا: تمہارے لوٹنے کی ضمانت کون دے گا کہ اگر تم واپس نہ آؤ تو تمہارے بدلے اُسے قتل کر دیا جائے۔ اُس شخص نے بادشاہ کے مصاحب شریک بن عدی کی طرف دیکھا اور اُس سے ضامن بننے کے لئے عرض کی۔ شریک

بن عدی نے کہا: میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص چلا گیا، دوپہر ڈھل گئی تو بادشاہ نے شریک سے کہا: دوپہر ڈھل چکی ہے لیکن ابھی تک وہ نہیں آیا۔ شریک نے کہا: شام تک وقت باقی ہے۔ جب شام ہونے کو قریب ہوئی تو بادشاہ نے شریک سے کہا: تمہارا وقت آ گیا ہے قتل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ شریک نے کہا: مجھے ایک شخص آتا دکھائی دے رہا ہے اور میرے خیال میں یہی وہ قبیلہ طے کا شخص ہے اگر یہ وہ شخص نہ ہوا تو آپ مجھے قتل کر سکتے ہیں۔ جب وہ شخص قریب آیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی شخص ہے جو شریک کو ضامن بنا کر گیا تھا۔ بادشاہ نے اُسے دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر اُس سے کہا: اے قبیلہ طے کے شخص! تونے ایفائے عہد کی انتہا کر دی اور شریک سے کہا: اے شریک تونے احسان و مروت کی انتہا کر دی۔ میں آج سے تم دونوں کی وجہ سے قتل والے دن کو ختم کرتا ہوں۔ پھر بادشاہ نے اُس قبیلہ طے والے شخص سے کہا: تجھے ایفائے عہد پر کس چیز نے مجبور کیا حالانکہ اس میں تیری جان جانے والی تھی؟ اُس نے کہا: ایفائے عہد میرا دین ہے اور جس میں ایفائے عہد نہ ہو اس کا کوئی دین نہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے اُسے انعام و اکرام سے نوازا اور اُسے باعزت اُس کے گھر والوں کی طرف لوٹا دیا۔

فقد نقل فيه من عجائب الوقائع وغرائب البدائع ما يطرب السامع ويشنف المسامع، كقضية الطائي وشريك نديم النعمان بن المنذر، وتلخيص معناها أن النعمان كان قد جعل له يومين يوم بؤس من صادفه فيه قتله وأرداه «1» ، ويوم نعيم من لقيه فيه أحسن إليه وأغناه.وكان هذا الطائي قد رماه حادث دهره بسهام فاقته وفقره، فأخرجته الفاقة من محل استقراره ليرتاد شيئا لصبيته وصغاره، فبينما هو كذلك إذ صادفه النعمان في يوم بؤسه فلما رآه الطائي علم أنه مقتول وأن دمه مطلول، فقال: حيا الله الملك إن لي صبية صغارا وأهلا جياعا وقد أرقت ماء وجهي في حصول شيء من البلغة لهم، وقد أقدمني سوء الحظ على الملك في هذا اليوم العبوس وقد قربت من مقر الصبية والأهل وهم على شفا تلف من الطوى، ولن يتفاوت الحال في قتلي بين أول النهار وآخره، فإن رأى الملك أن يأذن لي في أن أوصل إليهم هذا القوت وأوصي بهم أهل المروءة من الحي لئلا يهلكوا ضياعا ثم أعود إلى الملك وأسلم نفسي لنفاذ أمره.فلما سمع النعمان صورة مقاله وفهم حقيقة حاله ورأى تلهفه على ضياع أطفاله رق له ورثى لحاله، غير أنه قال له: لا آذن لك حتى يضمنك رجل معنا فإن لم ترجع قتلناه، وكان شريك بن عدي بن شرحبيل نديم النعمان معه فالتفت الطائي إلى شريك فقال شريك بن عدي: أصلح الله الملك، علي ضمانه فمر الطائي مسرعا وصار النعمان يقول لشريك: إن صدر النهار قد ولى ولم يرجع، وشريك يقول: ليس للملك علي سبيل حتى يأتي المساء. فلما قرب المساء قال النعمان لشريك: قد جاء وقتك قم فتأهب للقتل. فقال شريك: هذا شخص قد لاح مقبلا وأرجو أن يكون الطائي فإن لم يكن فأمر الملك ممتثل.قال فبينما هم كذلك وإذا بالطائي قد اشتد عدوه في سيره مسرعا حتى وصل. فقال: خشيت أن ينقضي النهار قبل وصولي. ثم وقف قائما وقال: أيها الملك مر بأمرك فأطرق النعمان ثم رفع رأسه وقال: والله ما رأيت أعجب منكما أما أنت يا طائي فما تركت لأحد في الوفاء مقاما يقوم فيه ولا ذكرا يفتخر به، وأما أنت يا شريك فما تركت لكريم سماحة يذكر بها في الكرماء. فلا أكون أنا ألأم الثلاثة ألا وإني قد رفعت يوم بؤسي عن الناس ونقضت عادتي كرامة لوفاء الطائي وكرم شريك.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص208، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:47

شیطان کا وار

حضرتِ سیِّدُنا ابن طاؤس رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والدِ گرامی حضرتِ سیِّدُنا طاؤس بن کیسان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک (عبادت گزار) شخص تھا جو اکثر پاگلوں کا علاج کرتا تھا، ایک بار ایک خوبصورت عورت پاگل ہوگئی جسے علاج کے لئے اس کے پاس چھوڑ دیا گیا، وہ عورت اسے پسند آگئی، اس شخص نے عورت سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی، شیطان اس کے پاس آکر کہنے لگا: اگر اس معاملے کا لوگوں کو علم ہوگیا تو تیری رسوائی ہوگی، لہٰذا تو اسے قتل کرکے اپنے گھر میں دفن کردے۔ چنانچہ اس نے عورت کو قتل کرکے گھر میں دفن کردیا، کچھ عرصہ بعد لڑکی کے گھر والوں نے آکر اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: وہ مرچکی ہے۔ انہوں نے اس کی قناعت اور پرہیزگاری کو دیکھتے ہوئے کچھ الزام نہ لگایا، شیطان ان لوگوں کے پاس آکر کہنے لگا: وہ عورت مری نہیں بلکہ اس شخص نے اس سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہوگئی، پھر اسے قتل کرکے اپنے گھر میں فلاں جگہ دفنا دیا۔ چنانچہ لڑکی کے گھر والے اس کے پاس آئے اور بولے: ہم تم پر الزام نہیں لگاتے مگر ہمیں یہ بتادو کہ تم نے اسے کہاں دفن کیا ہے؟ اور تمہارے ساتھ کون تھا؟ گھر کی تلاشی لینے پر لڑکی وہیں سے مل گئی جہاں دفن تھی۔ لہٰذا اس شخص کو قید میں ڈال دیا گیا، شیطان اس کے پاس آکر بولا: اگر تو چاہتا ہے کہ اس قید خانے سے چھٹکارا پالے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کردے۔ اس نے شیطان کی بات مان لی اور کفر کر بیٹھا، بالآخر اسے قتل کردیا گیا اس وقت شیطان عابد سے الگ ہوگیا۔ پھر حضرتِ سیِّدُنا طاؤس بن کیسان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْمَنَّان نے فرمایا: "میرے علم کے مطابق یہ آیت اسی شخص کے بارے نازل ہوئی ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿16﴾ (پ28، الحشر:16)

ترجمۂ کنزالایمان: شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کرلیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب۔

حدثنا محمد بن علي، ثنا أبو العباس عن قتيبة، ثنا ابن أبي السري، ثنا عبد الرزاق، ثنا معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه، قال:" كان رجل من بني إسرائيل وكان ربما داوى المجانين، وكانت امرأة جميلة يأخذها الجنون، فجيء بها إليه فتركت عنده فأعجبته فوقع عليها فحملت، فجاءه الشيطان فقال: إن علم بها افتضحت فاقتلها وادفنها في بيتك، فقتلها ودفنها في بيته، فجاء أهلها بعد ذلك بزمان يسألونه عنها، فقال لهم: إنها ماتت. فلم يتهموه لصلاحه ورضاه، فجاءهم الشيطان فقال: إنها لم تمت، ولكن قد وقع عليها فحملت فقتلها ودفنها في بيته في مكان كذا وكذا. فجاء أهلها فقالوا: ما نتهمك ولكن أخبرنا أين دفنتها، ومن كان معك. ففتشوا بيته فوجدوها حيث دفنها فأخذ فسجن فجاءه الشيطان فقال: إن كنت تريد أن أخرجك مما أنت فيه فاكفر بالله، فأطاع الشيطان فكفر بالله فقتل، فتبرأ منه الشيطان حينئذ، قال طاوس: فلا أعلم أن هذه الآية نزلت إلا فيه { كمثل الشيطان إذ قال للإنسان اكفر، فلما كفر قال إني بريء منك} [الحشر:16] الآية "

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد4، ص7، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حکایت نمبر:48

بچے کی موت کی خبر مہمانوں کو نہ دی

منقول ہے کہ ایک شریف النفس شخص نے اپنے ساتھیوں کو باغ میں بلایا اور ان کی دعوت کی۔ میزبان کا ایک خوبصورت بیٹا تھا جو دن کی ابتدا میں مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہا اور مہمان اس کے ساتھ مانوس ہوگئے۔ شام ہوئی تو وہ چھت پر چڑھا اور چھت سے گر کر مر گیا، باپ نے اس کی ماں کو صبح سے پہلے رونے چلانے پر تین طلاق کی قسم دی۔ رات کو مہمانوں نے بچے کے متعلق پوچھا تو میزبان نے کہا: وہ سو رہا ہے۔ صبح ہوئی اور مہمان جانے لگے تو میزبان نے ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میرے بیٹے کی نماز جنازہ پڑھ لیں کیونکہ وہ کل چھت سے گر کر مر گیا ہے۔ مہمانوں نے کہا: تم نے ہمیں خبر کیوں نہ دی۔ میزبان نے کہا: عقلمند کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے مہمانوں کی خوشی اور مزے کو بے کیف کرے۔ مہمان اس کے صبر واستقامت کو دیکھ کر متعجب ہوئے پھر انہوں نے اس کے بچے کی نماز جنازہ پڑھی، دفن میں شریک ہوئے اور وہاں سے روتے ہوئے رخصت ہوئے۔

حكي عن بعض الكرام أنه دعا جماعة من أصحابه إلى بستانه وعمل لهم سماطا وكان له ولد جميل الطلعة، فكان الولد في أول النهار يخدم القوم ويأنسون به، ففي آخر النهار صعد إلى السطح، فسقط فمات لوقته، فحلف أبوه على أمه بالطلاق الثلاث أن لا تصرخ ولا تبكي إلى أن تصبح، فلما كان الليل سأله أضيافه عن ولده، فقال: هو نائم،فلما أصبحوا وأرادوا الخروج قال لهم: إن رأيتم أن نصلي على ولدي، فإنه بالأمس سقط من على السطح، فمات لساعته، فقالوا له: لم لا أخبرتنا حين سألناك؟ فقال: ما ينبغي لعاقل أن ينغص على أضيافه في التذاذهم ولا يكدر عليهم في عيشهم، فتعجبوا من صبره وتجلده، ومكارم أخلاقه، ثم صلوا على الغلام وحضروا دفنه وبكوا عليه وانصرفوا. (المستطرف في كل فن مستطرف، ص 192، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:49

خدا ترس عورت کو ڈوبا ہوا بچہ کیسے ملا؟

ابو حمزہ ثُمالی سے مروی ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا عکرِمہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ نے اپنی رعایا میں اعلان کیا کہ اگر میں نے کسی کو صدقہ دیتے ہوئے پالیا تو اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ اس اعلان کے بعد ایک سائل ایک عورت کے پاس آیا اور کہا: مجھے کوئی چیز صدقہ کرو۔ عورت نے کہا: بادشاہ صدقہ دینے والے کے ہاتھ کاٹ دے گا تو میں تجھے کیسے صدقہ دوں؟ سائل نے کہا: میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر تم سے سوال کرتا ہوں تم مجھے صدقہ دو۔ یہ سن کر عورت نے اسے دو روٹیاں دے دیں۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچی تو اس نے عورت کو بلا کر اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے۔ ایک دن بادشاہ نے اپنی ماں سے کہا: مجھے کسی خوبصورت عورت کے بارے میں بتایئے تاکہ میں اس سے شادی کرلوں؟ ماں نے کہا: یہاں ایک عورت ہے اگر اس میں عیب نہ ہوتا تو اس کی مثل میں نے کوئی عورت نہ دیکھی ہوتی۔ بادشاہ نے اس کا عیب پوچھا تو ماں نے کہا: اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا: اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ والدہ نے اس عورت کو بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ جب بادشاہ نے اسے دیکھا تو اس کا حسن وجمال اسے پسند آیا۔ بادشاہ کی والدہ نے اس سے کہا: بادشاہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ بولی: اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا تو

میں شادی کرلوں گی۔ چنانچہ بادشاہ نے اس سے شادی کرلی اوراسے بہت اعزازواکرام سے نوازا۔ راوی بیان کرتے ہیں: انہی دنوں میں ایک دشمن نے بادشاہ پرچڑھائی کی تو بادشاہ اس کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ بادشاہ نے (محاذ سے) اپنی والدہ کی طرف خط لکھا کہ ''میری فلاں بیوی کا خیال رکھنا، اس کے ساتھ حُسنِ سُلُوک سے پیش آنا اور یوں یوں کرنا۔'' بادشاہ کا پیغام رساں آیا تو وہ اس عورت کی سوکنوں کے ہاں ٹھہرا (انہوں نے جب خط دیکھا) تو حسد کرنے لگیں اور خط لے کر اس کی عبارت بدل دی اور بادشاہ کی ماں کی طرف لکھا کہ ''میری فلاں بیوی پر نگاہ رکھنا کیونکہ مجھے خبر ملی ہے کہ اس کے پاس کچھ مرد آتے ہیں، لہٰذا اسے گھر سے نکال دینا اور اس کے ساتھ یوں یوں کرنا۔'' بادشاہ کی والدہ نے جواباً لکھا: ''تجھ سے کسی نے جھوٹ بولا ہے، تیری بیوی تو نیک عورت ہے۔'' یہ لکھ کر بادشاہ کی والدہ نے پیغام رساں کو روانہ کر دیا۔ وہ پھر سوکنوں کے پاس ٹھہرا تو انہوں نے خط لے کر عبارت تبدیل کر دی اور بادشاہ کی طرف لکھا کہ ''تمہاری بیوی ایک بدکار عورت ہے اور اس نے ایک ناجائز بچے کو جنم دیا ہے۔'' بادشاہ نے اپنی والدہ کی طرف لکھا: ''میری فلاں بیوی کی طرف جاؤ اور اس کے بچے کو اس کی گردن پر باندھ کر مار کر گھر سے نکال دو۔'' جب بادشاہ کی والدہ کے پاس وہ خط پہنچا اور اس نے اس عورت کے سامنے پڑھا تو اسے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ چل دی بچے کو اس کی گردن پر رکھ دیا گیا۔ ایک نہر کے پاس سے اس کا گزر ہوا، اسے پیاس لگ رہی تھی، وہ پانی پینے کے لئے گھٹنوں کے بل جھکی تو اس کی گردن پر جو بچہ تھا وہ پانی میں گر کر ڈوب گیا، وہ نہر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگی۔ اس کے پاس سے دو آدمیوں کا گزر ہوا، انہوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو عورت نے بتایا: میرا بیٹا میری گردن پر تھا چونکہ میرے دونوں ہاتھ نہیں ہیں، وہ پانی میں گر کر ڈوب گیا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے ہاتھوں کو ویسا کر دے جیسے پہلے تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی تو اس کے ہاتھ ٹھیک ہوگئے۔ انہوں نے عورت سے پوچھا: تم جانتی ہو ہم کون ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ جواب دیا: ہم وہ دو روٹیاں ہیں جو تو نے صدقہ کی تھیں۔

حدثنا سليمان بن أحمد، ثنا روح بن حاتم البغدادي، ثنا محمد بن زنبور، ثنا أبو بكر بن عياش، عن أبي حمزة الثمالي، عن عكرمة:" أن ملكا قال لأهل مملكته: إني إن وجدت أحدا يتصدق بصدقة قطعت يديه، فجاء سائل إلى امرأة فقال: تصدقي علي بشيء، فقالت: كيف أتصدق عليك والملك يقطع يدي من تصدق؟ فقال: أسألك بوجه الله إلا تصدقت علي قال: فتصدقت عليه برغيفين، فبلغ ذلك الملك، فأرسل إليها فقطع يديها، ثم إن الملك قال لأمه:دليني على امرأة جميلة أتزوجها، فقالت: إن ههنا امرأة ما رأيت مثلها لولا عيب بها، قال: أي عيب هو؟ قالت: قطع اليدين، قال: فأرسلي إليها، فأرسلت إليها، فلما رآها أعجبته وكان لها جمال فقالت:إن الملك يريد أن يتزوجك، قالت:نعم إن شاء الله، قال: فتزوجها وأكرمها قال: فنهد إلى الملك عدو، فخرج إليهم، فكتب إلى أمه: انظري فلانة فاستوصي بها خيرا وافعلي وافعلي، فجاء الرسول فنزل على ضرائرها فحسدنها، فأخذن الكتاب فغيرنه وكتبن إلى أمه: انظري إلى فلانة فقد بلغني أن رجالا يأتونها فأخرجيها من البيت وافعلي، فكتبت إليه الأم: إنك قد كذبت وإنها لامرأة صدق،وبعثت الرسول إليه، فنزل بهن فأخذن الكتاب وغيرنه وكتبن إليه أنها فاجرة وولدت غلاما، فكتب إلى أمه:أن انظري إلى فلانة فاربطي ولدها على رقبتها واضربي على جنبها وأخرجيها، فلما جاءها الكتاب قرأته عليها، فقالت لها:اخرجي فجعلت الصبي على رقبتها وذهبت، فمرت بنهر وهي عطشانة فبركت للشرب والصبي على رقبتها فوقع في الماء فغرق فجعلت تبكي على شاطئ النهر، فمر بها رجلان، فقالا: ما يبكيك، فقالت: ابني كان على

رقبتي، وليس لي يدان، وإنه سقط في الماء فغرق، فقالا لها: أتحبين أن يرد الله يديك كما كانتا؟ قالت: نعم فدعوا الله ربهما فاستوت يداها، فقالا لها: تدرين من نحن؟ قالت: لا، قالا:نحن رغيفاك اللذان تصدقت بهما "
(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد3، ص332، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

یہ واقعہ "عیون الحکایات، العشرون بعد المائۃ، ص139" پر بھی ہے جس میں مزید یہ ہے کہ ان دو آدمیوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس عورت کے بچے کے لئے دعا کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے بچے کو لوٹا دیا۔

حکایت نمبر:50

سخی اور بخیل بہن بھائی

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ سفر پر نکلا تو راستہ بھول گیا۔ راہ چلتے میں نے جنگل میں ایک مکان دیکھا تو اس کی طرف چل پڑا وہاں میں نے ایک دیہاتی خاتون دیکھی جس نے مجھے دیکھ کر پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: آپ کا مہمان۔ اُس نے کہا: مہمان کو خوش آمدید۔ پھر میں اُس کے پاس ٹھہرا تو وہ میرے لئے کھانا لے کر آئی جسے میں نے کھایا اور اس کے بعد پانی پیا۔ ابھی میں اس کے پاس ٹھہرا ہوا ہی تھا کہ اس کا شوہر آیا اور اُس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا: مہمان۔ شوہر نے کہا: مہمان کا آنا مبارک نہ ہو، مہمان کا ہمارے ہاں کیا کام؟ میں نے یہ سنا تو اسی وقت سوار ہو کر وہاں سے نکل آیا اور اگلے دن پھر میں نے جنگل میں ایک مکان دیکھا تو اس کی طرف چل پڑا وہاں بھی میں نے ایک دیہاتی عورت کو دیکھا جس نے مجھے دیکھ کر پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: آپ کا مہمان۔ اُس نے کہا: مہمان کا آنا مبارک نہ ہو، مہمان کا ہمارے ہاں کیا کام؟ ابھی وہ مجھ سے باتیں کر رہی تھی کہ اُس کا شوہر آگیا جس نے مجھے دیکھا تو پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا: مہمان۔ شوہر نے کہا: مہمان کو خوش آمدید۔ پھر وہ میرے لئے عمدہ کھانا لے آیا تو میں نے کھایا اور پانی پیا اور اُسے گذشتہ دن کے واقعہ کے متعلق بتایا جسے سن کر وہ مسکرایا۔ میں نے اُس سے پوچھا: تم کیوں مسکرا رہے ہو؟ اُس نے کہا: جس دیہاتی عورت کو تم نے کل دیکھا تھا وہ میری بہن ہے اور اس کا شوہر میری بیوی کا بھائی ہے۔

حكى بعضهم قال: كنت في سفر فضلك عن الطريق فرأيت بيتا في الفلاة فأتيته، فإذا به أعرابية فلما رأتني قالت: من تكون؟ قلت: ضيف. قالت: أهلا ومرحبا بالضيف، إنزل على الرحب والسعة، قال: فنزلت فقدمت لي طعاما فأكلت، وماء فشربت، فبينما أنا على ذلك إذ أقبل صاحب البيت فقال: من هذا؟ فقالت: ضيف.

فقال: لا أهلا ولا مرحبا ما لنا وللضيف، فلما سمعت كلامه ركبت من ساعتي وسرت فلما كان من الغد رأيت بيتا في الفلاة فقصدته، فإذا فيه أعرابية فلما رأتني قالت:من تكون؟ قلت: ضيف، قالت: لا أهلا ولا مرحبا بالضيف ما لنا وللضيف؟ فبينما هي تكلمني إذ أقبل صاحب البيت فلما رآني قال: من هذا؟ قالت: ضيف.قال:مرحبا وأهلا بالضيف. ثم أتى بطعام حسن فأكلت وماء فشربت فتذكرت ما مر بي بالأمس فتبسمت، فقال:مم تبسمك؟ فقصصت عليه ما اتفق لي مع تلك الأعرابية وبعلها وما سمعت منه ومن زوجته، فقال: لا تعجب إن تلك الأعرابية التي رأيتها هي أختي وإن بعلها أخو امرأتي هذه، فغلب على كل طبع أهله.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص186، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:51

تقدیر کا لکھا پورا ہوا

حضرتِ سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد اس فرمانِ باری تعالیٰ: اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍؕ (پ5، النساء:78)
ترجمۂ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔
کی تفسیر میں فرماتے ہیں: پچھلے زمانہ میں ایک عورت تھی، ایک شخص اس کا اجیر (ملازم، نوکر) تھا، عورت نے بچی کو جنم دیا اور نوکر کو آگ لینے کے لئے بھیجا وہ آگ لینے نکلا تو دروازے پر ایک آدمی ملا اس نے نوکر سے پوچھا: عورت نے کیا جنا؟ کہا: لڑکی۔ آدمی نے کہا: یہ لڑکی اس وقت تک فوت نہیں ہوگی جب تک یہ 100 مردوں سے زنا نہ کرلے، اس کا نوکر اس سے شادی کرے گا اور اس کی موت مکڑی سے واقع ہوگی۔ ملازم نے دل میں سوچا: کیا 100 مردوں سے بدکاری کرنے کے بعد یہ مجھ سے شادی کرے گی؟ اگر ایسی بات ہے تو میں اسے مارڈالتا ہوں۔ یہ سوچ کر وہ چھری لے کر اندر گیا اور بچی کا پیٹ پھاڑ دیا اور جس طرف منہ تھا اس طرف بھاگ نکلا اور سمندر کی راہ لی۔ بچی کے پیٹ کو سیا گیا اور اس کا علاج کیا گیا حتّٰی کہ وہ تندرست ہوگئی، جب وہ جوانی کی دہلیز پر پہنچی تو بدکاری میں مشغول ہوگئی اور ساحلِ سمندر پر رہنے لگی اور ایک عرصہ تک زناکاری میں مصروف رہی۔ دوسری طرف جب تک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے چاہا وہ ملازم پردیس میں رہا پھر بہت زیادہ مال و اسباب لے کر اسی ساحل پر آگیا۔ اس نے ساحل پر قیام پذیر ایک عورت سے کہا: میرے لئے اس بستی کی سب سے خوبصورت عورت کو تلاش کرو میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے بتایا کہ یہاں ایک خوبصورت عورت رہتی ہے لیکن وہ بدکاری کرتی ہے۔ ملازم نے کہا: اسے میرے پاس لے آؤ وہ عورت اس کے پاس گئی اور کہا: ایک بہت مال دار اور دولت مند شخص یہاں آیا ہے اور اس نے مجھ سے یہ یہ بات کی اور میں نے اس سے یہ بات کہی۔ لڑکی نے کہا: میں نے بدکاری چھوڑ دی ہے اگر وہ چاہے تو میں اس سے شادی کرلوں گی۔ نوکر نے اس سے شادی کرلی۔ ایک مرتبہ وہ لڑکی اس کے پاس بیٹھی تھی کہ اُس نے اُسے اپنے مُعاملے کے بارے میں خبر دی۔ لڑکی بولی: وہ میں ہی ہوں۔ اس نے اپنے پیٹ پر شق ہونے کا نشان دکھایا اور کہا: میں بدکاری کیا کرتی تھی مجھے معلوم نہیں کہ میں نے 100 یا زیادہ مردوں کے ساتھ بدکاری کی۔ یہ سن کر اس نوکر نے کہا: مجھے بتایا گیا تھا کہ لڑکی کی موت مکڑی سے واقع ہوگی۔ پھر اس مرد نے لڑکی کے لئے صحرا میں ایک عالی شان مضبوط محل تعمیر کروایا، ایک دن وہ دونوں اس محل میں تھے کہ انہوں نے چھت میں ایک مکڑی دیکھی مرد نے کہا: یہ مکڑی ہے۔ لڑکی نے کہا: کیا یہ مجھے مارے گی؟ اسے میرے علاوہ کوئی نہ مارے۔ یہ کہہ کر اس نے اسے ہلایا تو وہ نیچے گر پڑی، لڑکی نے پاؤں کے انگوٹھے سے اسے مسل دیا۔ مکڑی کے زہر کے چھینٹے اس کے ناخن اور گوشت میں چلے گئے جس سے اس کا پاؤں سیاہ ہوگیا اور وہ مرگئی۔ اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍؕ (پ5، النساء:78)
ترجمۂ کنزالایمان: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔

حدثنا محمد بن جعفر، ثنا محمد بن جرير بن يزيد، ثنا علي بن سهل، ثنا مؤمل بن إسماعيل، ثنا أبو حازم، ثنا كثير أبو الفضل، عن مجاهد في قوله تعالى {أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة} [النساء: 78] الآية. قال: كان فيمن قبلكم امرأة، وكان لها أجير فولدت جارية، وقالت لأجيرها: اقتبس لنا نارا، فخرج فوجد بالباب رجلا، فقال له الرجل: ما ولدت هذه المرأة؟ قال: جارية، فقال: أما إن هذه الجارية لا تموت حتى تبغي بمائة، ويتزوجها أجيرها، ويكون موتها بالعنكبوت، قال: فقال الأجير في نفسه: فأنا أريد هذه بعد أن تفجر بمائة لأقتلنها، فأخذ شفرة فدخل فشق بطن الصبية، وخرج على وجهه وركب البحر، وخيط بطن الصبية، فعولجت وبرئت وشبت،

فكانت تبغي، فأتت ساحلا من سواحل البحر فأقامت عليه تبغي، ولبث الرجل ما شاء الله، ثم قدم ذلك الساحل ومعه مال كثير، فقال لامرأة من أهل ساحل البحر: ابغيني امرأة من أجمل الناس في القرية أتزوجها، فقالت: هاهنا امرأة من أجمل الناس، وإنها تبغي، قال: ائتيني بها فأتتها، فقالت: قد قدم رجل له مال كثير، وقال لي كذا وكذا، فقلت كذا وكذا، فقالت: إني قد تركت البغاء، ولكن إن أراد تزوجته، قال: فتزوجها، فوقعت منه موقعا، فبينا هو ذات يوم عندها إذ أخبرها بأمره، فقالت: أنا تلك الجارية، وأرته الشق في بطنها، وقد كنت أبغي فما أدري بمائة أو أقل أو أكثر، قال: فإنه قال لي يكون موتها بالعنكبوت، قال: فبنى لها برجا في الصحراء، وشيده فبينما هما يوما في ذلك البرج إذا عنكبوت في السقف، فقال: هذا عنكبوت فقالت: هذا يقتلني، لا يقتله أحد غيري فحركته، فسقط فوضعت إبهام رجلها عليه فشدخته وساخ سمه بين ظفرها واللحم، فاسودت رجلها فماتت فنزلت هذه الآية {أينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في بروج مشيدة} [النساء: 78]"

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد3، ص288، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:52

اسرائیلی عابد اور بادل

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص زُہد و تقویٰ سے مشہور تھا اور **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے اُس کے لئے بادل مُسَخَّر کیا ہوا تھا جو اُس کے ساتھ چلتا تھا۔ ایک دن اُس نے عبادت میں سستی و کاہلی کی تو **اللہ عَزَّوَجَلَّ** نے بادل کو اس سے دور اور اسے مقبولیت سے محروم کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت غمگین اور دکھی ہوا اور اپنے کھوئے ہوئے مقام کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے خوب گریہ وزاری کرنے لگا۔ جب اس کا رنج و غم طویل ہو گیا تو ایک رات وہ اُٹھا نماز پڑھی اور روتے ہوئے گڑگڑا کر **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی بارگاہ میں دعا کی اور پھر سو گیا۔ خواب میں اسے کہا گیا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ **اللہ عَزَّوَجَلَّ** بادل کو تم پر لوٹا دے تو فلاں شہر میں جاؤ اور وہاں کے بادشاہ سے اپنے لئے دعا کا کہو۔ وہ اسرائیلی عابد طویل مسافت طے کرتے ہوئے خواب میں بتائے گئے شہر تک پہنچتا ہے اور وہاں کسی سے بادشاہ کے محل کا راستہ پوچھ کر بادشاہ کے محل کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے۔ وہاں پہنچ کر دیکھتا ہے کہ ایک غلام سونے کی ایک بڑی کرسی پر جو موتیوں اور جواہرات سے آراستہ ہے بیٹھا ہوا ہے اور لوگ اُس سے اپنی حاجتوں کا سوال کر رہے ہیں اور وہ لوگوں کو واپس کر رہا ہے۔ وہ اسرائیلی عابد اُس کے پاس جاتا ہے اور اسے سلام کرتا ہے۔ غلام اس سے کہتا ہے: تم کہاں سے آئے ہو اور تمہیں کیا کام ہے؟ اسرائیلی عابد کہتا ہے: میں ایک دور دراز شہر سے آیا ہوں اور مجھے بادشاہ سے ملنا ہے۔ غلام کہتا ہے: تم بادشاہ سے آج نہیں مل سکتے اور تمہیں جو کام ہے مجھے بتاؤ مجھ سے ہو سکا تو میں کر دیتا ہوں۔ اسرائیلی عابد نے کہا: میرا کام صرف بادشاہ ہی کر سکتا ہے۔ غلام نے کہا: بادشاہ صرف جمعہ کے دن ہی لوگوں سے ملتا ہے لہٰذا تم ابھی جاؤ اور جمعہ کے دن آنا۔ اسرائیلی عابد وہاں سے لوٹ کر مسجد آجاتا ہے اور وہیں ٹھہر کر **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو دور رکھنے کے سبب بادشاہ کو معیوب جانتا ہے۔ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ اسرائیلی عابد محل کے پاس آجاتا ہے جہاں وہ دروازے پر بہت سارے لوگوں کو دیکھتا ہے جو دربار میں داخل ہونے کی اجازت کے منتظر ہوتے ہیں۔ جیسے ہی وزیر محل سے باہر نکلتا ہے لوگوں کو اندر جانے کی اجازت مل جاتی ہے اور وہ اسرائیلی عابد بھی دیگر لوگوں کے ساتھ محل میں داخل ہو جاتا ہے۔ محل میں داخل ہو کر وہ دیکھتا ہے کہ بادشاہ اور اس کے سامنے اس کے اراکین سلطنت اپنے اپنے مراتب کے مطابق بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک شخص باری

باری لوگوں کو بادشاہ کے پاس بلاتا ہے اور جب اس اسرائیلی عابد کا نمبر آتا ہے تو بادشاہ اسے دیکھ کر کہتا ہے: اے بادل والے! خوش آمدید تم ابھی بیٹھ جاؤ، لوگوں کی حاجات پوری کر کے میں تم سے ملتا ہوں۔

اسرائیلی عابد یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے چنانچہ جب بادشاہ لوگوں کی حاجتوں سے فارغ ہو جاتا ہے تو وہ اپنی مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اسرائیلی عابد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ محل میں لے آتا ہے اور چلتے ہوئے محل کی ایک دہلیز تک آجاتا ہے جہاں صرف ایک غلام ہی اس کے ہمرا ہوتا ہے۔ دہلیز عبور کر کے جب بادشاہ دروازے تک پہنچتا ہے تو اسرائیلی عابد یہ دیکھتا ہے کہ دروازہ کھجور کی ٹہنی کا ہے، اندر عمارت خستہ حال اور دیواریں جھکی ہوئی ہیں اور کھجور کی ایک بوسیدہ چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ بادشاہ جب وہاں پہنچتا ہے تو اپنا شاہانہ لباس اتار کر پیوند لگا اونی لباس پہن لیتا ہے اور سر پر بالوں کی ٹوپی رکھ لیتا ہے اور اپنے ساتھ اسرائیلی عابد کو بھی بٹھالیتا ہے۔ پھر وہ اپنی زوجہ کو پکار کر کہتا ہے: اے فلانی! کیا تم جانتی ہو آج ہمارا مہمان کون ہے؟ وہ کہتی ہے: جی ہاں آپ کا مہمان بادل والا عابد ہے۔ پھر بادشاہ اسے کسی کام کے لئے بلاتا ہے جیسے ہی وہ سامنے آتی ہے اسرائیلی عابد دیکھتا ہے کہ وہ ایک خشک مشکیزے کی طرح کمزور نوعمر دوشیزہ ہے جس نے بالوں کا بنا صوفیانہ لباس پہنا ہوا ہے۔ بادشاہ اسرائیلی عابد کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے: اے میرے بھائی! ہم تجھے اپنا حال بتائیں یا تیری حاجت پوری کر کے تجھے لوٹا دیں۔ اسرائیلی عابد نے کہا: آپ دونوں کی حالت نے مجھے اُس چیز سے غافل کر دیا ہے جس کے سبب میں یہاں آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: اللہ عَزَّوَجَلَّ بخوبی جانتا ہے کہ یہ بادشاہت میرے خاندان میں نسل در نسل چلی آرہی ہے اور جب میں بادشاہ بننے لگا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے دل میں دنیا اور اہل دنیا سے نفرت ڈال دی لہٰذا میں نے یہ چاہا کہ سیاحت اختیار کر لوں اور لوگوں کو چھوڑ دوں کہ وہ خود ہی اپنے لئے کسی ایسے شخص کو مقرر کر دیں جو ان پر حکمرانی کرے پھر مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں، دین کو ضائع نہ کر دیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہ لے آئیں۔ چنانچہ

میں نے لوگوں کی بیعت کو نہ چاہتے ہوئے بھی قبول کیا اور ان کے معاملات کو ایسے ہی رکھا جس طرح پہلے تھے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ میں نے دروازوں پر مسلح غلام اس لئے بٹھائے تاکہ شریر لوگ مرعوب رہیں اور میں نے محل کی زیب وزینت کو اس کے حال پر باقی رکھا اور اس میں ایک دروازہ نکالا جس سے ہو کر تم اس خستہ حال مکان تک پہنچے ہو اور میں یہاں آکر شاہی لباس اتار دیتا ہوں اور جو لباس پہنا ہوا ہے اسے پہن لیتا ہوں۔ کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر اور اسے فروخت کر کے میں اور میری بیوی گزر بسر کرتے ہیں۔ میری یہ بیوی جسے تم نے دیکھا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس نے بھی میری طرح دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے اور مجاہدہ کرتے کرتے یہ سوکھے ہوئے مشکیزے کی طرح کمزور ہو گئی ہے۔ لوگ ہمارے بارے میں نہیں جانتے اور میں نے اپنا ایک نائب بھی مقرر کر رکھا ہے جو جمعہ کے علاوہ میری نیابت کرتا ہے اور میں یہ جانتا ہوں کہ مجھ سے رعایا کے معاملے کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا لہٰذا میں نے لوگوں کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا ہے جس میں، میں ان کے مقدمات کا تصفیہ کرتا ہوں اور ایک عرصے سے میں ایسا کرتا آرہا ہوں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم پر رحم فرمائے تم یہیں ٹھہرو ہم ٹوکریاں بیچ کر اس کی قیمت سے کھانے کا بندوبست کرتے ہیں، تم افطار ہمارے ساتھ کرنا اور رات ہمارے پاس ٹھہر کر صبح چلے جانا۔ دن ختم ہونے لگا تو ایک ادھیڑ عمر غلام آیا بادشاہ اور اس کی بیوی نے جو ٹوکریاں بنائی تھیں انہیں لے جا کر بازار میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سے روٹی اور لوبیا خرید لیا اور جو پیسے باقی بچ گئے اس سے ٹوکری بنانے کے لئے کھجور کے پتے خرید لایا۔ مغرب ہوئی اسرائیلی عابد نے ان کے ساتھ افطار کیا اور رات ان کے پاس گزاری۔ جب نصف رات گزر گئی تو بادشاہ اور اس کی بیوی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور سحری کے وقت تک گریہ وزاری کرتے رہے پھر جب سحر کا وقت ہوا تو بادشاہ نے یہ دعا کی: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ بندہ تجھ سے بادل کو لوٹانے کا کہتا ہے اور تو نے ہی اسے ہمارے پاس بھیجا ہے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس پر بادل کو لوٹا دے، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔ بادشاہ کی دعا پر اس کی بیوی نے آمین کہا تو اسی وقت آسمان پر ایک بادل ظاہر ہو گیا۔ بادشاہ نے اسرائیلی عابد

سے کہا: تمہیں مبارک ہو تمہاری حاجت جلد پوری ہو گئی۔ اسرائیلی عابد نے انہیں الوداع کہا اور بادل کے ساتھ وہاں سے لوٹ آیا۔ اسرائیلی عابد کا کہنا ہے کہ اس کے بعد میں نے جب بھی ان کے وسیلے سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کچھ مانگا اس نے مجھے عطا کیا۔

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 186، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:53

انوکھی حکایت

حضرت سیِّدُنا عثمان بن عبد الحمید بن لاحق بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی سے مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا مسلم بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے فرمایا: ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے بحرین و یمامہ گیا، اچانک میں نے کچھ لوگوں کو ایک مکان کی طرف آتے جاتے دیکھا تو میں بھی اس طرف چل پڑا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت موٹا لباس پہنے غمزدہ وپریشان حالت میں مصلے پر بیٹھی ہے، زیادہ بات بھی نہیں کرتی جبکہ اس کی اولاد، رشتہ دار، غلام اور دیگر لوگ خرید وفروخت اور تجارت میں مشغول تھے۔ چنانچہ، اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد میں اس عورت کے پاس گیا اور اسے الوداع کہا تو وہ بولی: ''مجھے آپ سے کچھ کام ہے، اگر دوبارہ کسی حاجت کے لئے یہاں آنا ہو تو ہمارے ہاں قیام کرنا۔ '' حضرت سیِّدُنا مسلم بن یسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''میں واپس لوٹ آیا اور کچھ عرصہ تک اپنے وطن میں قیام پذیر رہا پھر کسی حاجت کی غرض سے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو اس عورت کے گھر کی طرف گیا وہاں سابقہ حالات دیکھنے کو نہ ملے اور نہ ہی گھر میں کسی کو آتے جاتے دیکھا، دستک دی تو ایک عورت کے ہنسنے اور گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی۔ چنانچہ، میرے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں گھر میں داخل ہو گیا، دیکھا کہ وہی عورت عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے اچھی حالت میں بیٹھی تھی، مگر اکیلی تھی کوئی بھی اس کے پاس نہ تھا، میں اس کے حالات سے ناواقف تھا، لہٰذا پوچھا: ''میں نے تمہیں دو حالتوں میں دیکھا تو مجھے تعجب ہوا، ایک تیری وہ حالت تھی جو پہلی مرتبہ آنے پر دیکھنے کو ملی اور ایک یہ حالت ہے۔ '' اس نے کہا: ''آپ تعجب میں نہ پڑیں پہلی حالت جو آپ نے ملاحظہ کی خیر وخوشحالی کی تھی، اس میں اولاد، نوکر چاکر، مال وتجارت میں مجھے کبھی خسارے کا سامنا نہیں کرنا پڑا، جب بھی کسی چیز کی تجارت کی نفع ہی اٹھایا (اس قدر آسائش وراحت دیکھ کر) میں خوف زدہ تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے، اسی وجہ سے غمزدہ وپریشان حال تھی اور کہتی تھی کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں میرے لئے کوئی بھلائی ہے تو وہ ضرور مجھے آزمائش میں مبتلا کرے گا۔ پس آپ دیکھ رہے ہیں کہ اولاد، نوکر چاکر اور مال ودولت کے معاملے میں مجھے پے درپے مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور میرے پاس ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا، لہٰذا مجھے امید ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے اسی لئے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا اور یاد رکھا۔ اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی اور میرا دل باغ باغ ہو گیا۔''

حدثنا أبو عمرو عثمان بن محمد العثماني، قال: ثنا ابن مكرم، قال: ثنا منصور بن أبي مزاحم، قال: ثنا عثمان بن عبد الحميد بن لاحق البصري، عن أبيه، عن مسلم بن يسار، أنه قال:"قدمت البحرين واليمامة على تجارة فإذا أنا بالناس مقبلين ومدبرين نحو منزل، فقصدت إليه فإذا أنا بامرأة جالسة في مصلاها عليها ثياب غليظة، وإذا هي كئيبة محزونة قليلة الكلام، وإذا كل من رأيت ولدها وخولها وعبيدها، والناس مشغولون بالبياعات والتجارات فقضيت حاجتي، ثم أتيتها وودعتها فقالت: حاجتنا إليك أن تأتينا إذا جئت إلينا بحاجة فتنزل بنا، قال: فانصرفت فلبثت حينا ثم إني توجهت إلى بلدها في حاجة فلما قدمتها لم أر دون منزلها شيئا مما كنت رأيت فأتيت منزلها فلم أر أحدا،

فأتيت الباب فاستفتحت فإذا أنا بضحك امرأة وكلامها، ففتح لي فدخلت فإذا أنا بها جالسة في بيت، وإذا عليها ثياب حسنة رقيقة وإذا الضحك الذي سمعت كلامها وضحكها، وإذا امرأة ليس معها في بيتها شيء قط فاستنكرت وقلت: قد رأيتك على حالين فيهما عجب: حالك في قدمتي الأولى، وحالك هذه قالت: لا تعجب فإن الذي قد رأيت من حالتي الأولى أني كنت فيما رأيت من الخير والسعة، وكنت لا أصاب بمصيبة من ولد ولا خول ولا مال ولا أوجه من تجارة إلا سلمت، ولا يبتاع لي شيء إلا ربحت فيه وتخوفت أن لا يكون لي عند الله خير فكنت مكتئبة لذلك وقلت: لو كان لي عند الله خير لابتلاني فتوالت علي المصائب في ولدي الذي رأيت وخولي ومالي وما بقي لي منه شيء فرجوت أن يكون الله قد أراد بي خيرا فابتلاني وذكرني ففرحت لذلك.

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، جلد2، ص295، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت)

حکایت نمبر:54

جان کا نذرانہ پیش کرنے والا حاجی

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: میں حج کے ارادے سے مکہ معظمہ کی جانب نکلا۔ راستے میں ایک نوجوان دیکھا جو بالکل خاموش تھا اور زبان سے اُسے میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتے نہیں سنا۔ رات ہوئی تو اُس نوجوان نے آسمان کی طرف اپنا منہ اٹھایا اور کہا: اے وہ پاک ذات جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں ہوتا! مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہو اور میرے گناہ جو تجھے نقصان نہیں پہنچاتے بخش دے۔ پھر میں نے اُس نوجوان کو ذُوالْحُلَیْفَہ میں دیکھا کہ اُس نے احرام پہنا ہوا ہے لوگ تلبیہ کہہ رہے ہیں لیکن وہ تلبیہ نہیں کہہ رہا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ یہ شخص علم سے ناواقف ہے لہٰذا میں اس سے قریب ہوا اور اس سے کہا: اے نوجوان تم تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ اس نے کہا: اے شیخ میرا تلبیہ مجھے میرے سابقہ گناہوں اور لکھے ہوئے جرائم سے نہیں بچا سکتا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں "لَبَّیْكَ" اور وہ فرمادے "تیری لَبَّیْكَ قبول ہے نہ سَعْدَیْكَ اور نہ ہی میں تیرا کلام سنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔" میں نے اُس سے کہا: ایسا نہ کہو اللہ عَزَّوَجَلَّ حلیم ہے، جب وہ ناراض ہوتا ہے تو راضی بھی ہو جاتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو ناراض نہیں ہوتا۔ یہ سُن کر نوجوان نے کہا: اے شیخ! کیا آپ ہی نے مجھے "تَلْبِیَہ" کا کہا تھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ نوجوان جلدی سے زمین پر لیٹ گیا اور اپنا ایک گال مٹی پر رکھا اور دوسرے گال پر پتھر رکھ دیا اور روتے ہوئے کہا: لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ یعنی میں حاضر ہوں، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میں تیرے لئے حاضر ہوں۔ اور کہا: میں تیرے لئے عاجزی وانکساری کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر وہ اسی طرح رہا پھر چلا گیا اس کے بعد میں نے اُسے مِنٰی میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تجھ سے تقرب حاصل کیا اور میرے پاس اپنی جان کے علاوہ کچھ نہیں جس سے میں تیرا تقرب حاصل کروں۔ میں اس جان ہی کو تیری بارگاہ میں نظر کرتا ہوں تو اس کو قبول فرما پھر اُس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حكي عن مالك بن دينار رحمه الله تعالى قال: خرجت إلى مكة حاجا، فبينما أنا سائر إذ رأيت شابا ساكتا لا يذكر الله تعالى، فلما جن الليل رفع وجهه نحو السماء وقال: يا من لا تسره الطاعات، ولا تضره المعاصي، هب لي ما لا يسرك، واغفر لي ما لا يضرك. ثم رأيته بذي الحليفة وقد لبس إحرامه والناس يلبون وهو لا يلبي، فقلت هذا جاهل، فدنوت منه، فقلت له يا فتى، قال: لبيك، قلت له: لم لا تلبي؟ فقال يا شيخ: وما تغني التلبية، وقد بارزته بذنوب

سالفات وجرائم مكتوبات، والله أني لأخشى أن أقول لبيك، فيقول لا لبيك ولا سعديك لا أسمع كلامك، ولا أنظر إليك، فقلت له:لا تقل ذلك، فإنه حليم إذا غضب رضي، وإذا رضي لم يغضب، وإذا وعد وفى ومتى توعد عفا، فقال يا شيخ أتشير علي بالتلبية؟ قلت: نعم، فبادر إلى الأرض واضطجع ووضع خده على التراب وأخذ حجرا فوضعه على خده الآخر، وأسبل دموعه وقال: لبيك اللهم لبيك قد خضعت لك وهذا مصرعي بين يديك، فأقام كذلك ساعة، ثم مضى، فما رأيته إلا بمنى وهو يقول: اللهم إن الناس ذبحوا ونحروا، وتقربوا إليك، وليس لي شيء أن أتقرب به سوى نفسي، فتقبلها مني ثم شهق شهقة وخر ميتا رحمة الله تعالى عليه.

(المستطرف في كل فن مستطرف، ص 163، عالم الكتب بيروت)

حکایت نمبر:55

ایک صالح وخائف نوجوان

حضرت سیِّدُنا مقاتل رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا:''تم سے پہلی اُمت میں ایک شخص تھا جس نے 80 سال تک اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کی پھر اچانک اس سے کوئی خطا سرزد ہوگئی جس کی وجہ سے وہ بہت خوفزدہ ہوا۔ اسی خوف کے عالَم میں وہ ایک بیابان میں آیا اور اسے مخاطب کرکے کہنے لگا:''اے بیابان! تجھ میں ریت کے ٹیلے، جھاڑیاں، رِینگنے والے جانوروں کی بہت تعداد ہے، تو کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جو مجھے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے چھپالے؟'' بیابان نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے جواب دیا:''اے فلاں! مجھ میں موجود ہر درخت اور جھاڑی پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کیسے چھپا سکتا ہوں؟'' پھر وہ آدمی سمندر کے پاس آیا، اسے پکارا اور کہا:''اے گہرے پانی اور کثیر مچھلیوں والے سمندر! بتا کیا تجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپالے؟'' سمندر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے بول اٹھا:''اے فلاں! میرے اندر جو بھی کنکری یا جانور ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔ میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح چھپا سکتا ہوں؟'' اس کے بعد اس شخص نے پہاڑوں کا رُخ کیا ان کے پاس آیا اور کہا:''اے آسمان کی طرف بلند ہونے والے کثیر غاروں والے پہاڑو! کیا تم میں کوئی ایسی جگہ ہے جو مجھے میرے رب عَزَّوَجَلَّ سے چھپا سکے؟'' پہاڑوں نے جواب دیا:''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہمارے اندر کوئی کنکری اور کوئی غار ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر نہ ہو تو ہم تجھے کہاں چھپا سکتے ہیں؟'' حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں:''پھر وہ شخص اسی جگہ قیام پذیر ہوکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت اور توبہ میں مصروف رہنے لگا بالآخر جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے رو کر عرض کی:''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! میری روح قبض کرکے فوت شدہ اَرواح اور میرا جسم فوت شدہ اَجسام سے ملادے اور مجھے قیامت کے دن نہ اُٹھانا۔''

حدثنا أحمد بن السندي، ثنا الحسن بن علوية، ثنا إسماعيل بن عيسى، ثنا إسحاق بن بشر، عن أبي بكر الهذلي، وهشام بن حسان، عن الحسن ومقاتل، عمن أخبره، عن ابن عباس، رضي الله تعالى عنه قال: كان رجل فيمن كان قبلكم عبد الله تعالى ثمانين سنة، ثم إنه أخطأ خطيئة خاف منها على نفسه، فأتى الفيافي فناداها: أيتها الفيافي الكثيرة رمالها، الكثيرة عضاهها، الكثيرة دوابها، الكثيرة قلاعها، هل فيك مكان يواريني من ربي عز وجل؟ فأجابته الفيافي بإذن الله: يا هذا، والله ما في نبت ولا شجر إلا وملك موكل به، فكيف أواريك عن الله تعالى؟ فأتى البحر

فقال: أيها البحر الغزير ماؤه، الكثير حيتانه، هل فيك مكان يواريني من ربي عز وجل؟ فأجابه بإذن الله فقال: يا هذا، والله ما في حصاة ولا دابة إلا وبها ملك موكل، فكيف أواريك عن الله عز وجل؟ فأتى الجبال فقال: يا أيتها الجبال الشوامخ في السماء، الكثيرة غيرانها، هل فيك مكان يواريني من ربي تعالى؟ فقالت الجبال: والله ما فينا من حصاة ولا غار إلا وملك موكل به، فأين أواريك؟ قال: فأقام يتعبد هنالك ويلتمس التوبة، حتى حضره الموت فبكى فقال: يا رب، اقبض روحي في الأرواح، وجسدي في الأجساد، ولا تبعثني يوم القيامة "

(حلیۃالأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد1، ص327، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:56

رحمت ہی کی امید رکھنی چاہئے

حضرت سیّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: ایک مغرور و متکبر نوجوان کو اس کی والدہ نصیحت کرتے ہوئے کہتی تھی: "بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔" جب نوجوان کی موت کا وقت قریب آیا تو ماں جھک کر کہنے لگی: "میں تجھے اسی پچھاڑ (یعنی موت) کے دن سے ڈراتے ہوئے کہتی تھی کہ بیٹا! تجھے ایک عظیم دن کا سامنا کرنا ہے، اسے یاد رکھ۔" اس نے کہا: "امی جان! بے شک میرا رب عَزَّوَجَلَّ بڑا مہربان ہے، مجھے امید ہے کہ آج وہ مجھے عذاب نہیں دے گا، اگر وہ میری مغفرت نہ بھی فرمائے تب بھی وہ میرا والی ہے۔" حضرت سیّدُنا ثابت بنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نے فرمایا: "اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی حسن ظن کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔"

حدثنا أبو محمد بن حيان، قال: ثنا الحسن بن هارون، قال: ثنا هارون بن عبد الله، قال: ثنا سيار، قال: ثنا جعفر، قال: ثنا ثابت، قال: "كان شاب به زهو فكانت أمه تعظه: يا بني إن لك يوما فاذكر يومك فلما نزل به أمر الله أكبت عليه أمه فجعلت تقول: قد كنت أحذرك مصرعك هذا يا بني فأقول إن لك يوما فاذكر يومك فقال: يا أمه إن لي ربا كثير المعروف وإني لأرجو أن لا يعذبني اليوم بفضل معروفه ويلي إن لم يغفر لي " قال: يقول ثابت: رحمه الله لحسن ظنه بالله عز وجل في حالته تلك.

(حلیۃالأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد2، ص326، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:57

نیکوں کے قُرب کے سبب مغفرت

حضرتِ سیّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص گناہوں میں مشغول رہتا تھا، اس نے 97 ناحق قتل کیے تھے۔ وہ عیسائیوں کے عبادت خانہ کے راہب کے پاس آیا اور کہا: "اے راہب! جو گناہوں میں مشغول ہو حتّٰی کہ اس نے 97 ناحق قتل کیے ہوں تو اس کے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟" راہب نے کہا: "اس کے لئے توبہ کی کوئی صورت نہیں۔" اس نے اُسے بھی قتل کر دیا۔ پھر دوسرے راہب کے پاس آیا اور اس سے وہی کچھ پوچھا جو پہلے سے پوچھا تھا۔ اس نے بھی مایوس کر دیا تو

اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ تیسرے کے پاس آیا، اس نے وہی جواب دیا تو اُسے بھی قتل کر دیا۔ پھر کسی اور راہب کے پاس آیا اور اس سے کہا: "اے راہب! جو گناہوں میں مشغول ہو حتّٰی کہ اس نے 100 ناحق قتل کیے ہوں تو اس کے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟" اُس راہب نے کہا: "خدا کی قسم! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول نہیں فرماتا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ فلاں جگہ جاؤ! وہاں ایک عبادت خانہ ہے، لوگ اس میں عبادت کرتے ہیں، تم ان کے ساتھ عبادتِ الٰہی میں مصروف ہو جاؤ۔" وہ توبہ کی غرض سے وہاں سے نکلا۔ آدھے راستے تک پہنچا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کی طرف موت کا فرشتہ بھیجا جس نے اس کی روح قبض کر لی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ اُس نے اِن سے کہا: "یہ جس عبادت خانہ سے قریب ہو گا اسی کا حق دار ہے۔" جب زمین ناپی گئی تو وہ توبہ کرنے والوں کی زمین کے ایک اُنگل قریب تھا۔ پس اُسے بخش دیا گیا۔

عن عبيدة بن أبي المهاجر، أنه حدثه، عن معاوية، أنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " إن رجلا كان يعمل السيئات، وقتل سبعا وتسعين نفسا، كلها يقتل ظلما بغير حق، فأتى ديرانيا فقال: يا راهب، إن الآخر لم يدع شيئا من الشر إلا قد عمله، إنه قتل سبعا وتسعين نفسا كلها قتل ظلما بغير حق، فهل له من توبة. قال: لا، فضربه فقتله، ثم أتى آخر فقال له مثل ما قال لصاحبه، فقال: ليس لك توبة فقتله، ثم آخر، فقال له مثل ما قال لهما فرد عليه فقتله أيضا، ثم أتى راهبا آخر فقال له: إن الآخر لم يدع شيئا من الشر إلا قد عمله إنه قتل مائة نفس، كلها ظلما يقتل بغير حق، فهل له من توبة؟ فقال له الراهب: ليس لك من توبة، فقتله، ثم أتى آخر فقال له مثل ما قال لصاحبه، فقال: ليس لك توبة، فقتله، ثم أتى آخر فقال له مثل ما قال لهما، فرد عليه مثل ما ردا عليه، فقتله أيضا، ثم أتى راهبا آخر فقال له إن الآخر لم يدع شيئا من الشر إلا قد عمله، إنه قتل مائة نفس كلها ظلما يقتل بغير حق، فهل له من توبة؟ فقال: والله لئن قلت لك: إن الله لا يتوب على من تاب إليه لقد كذبت، هاهنا دير فيه قوم متعبدون فائتهم فاعبد الله معهم، فخرج تائبا حتى إذا كان ببعض الطريق بعث الله إليه ملكا فقبض نفسه، فحضرت ملائكة العذاب وملائكة الرحمة، فاختصموا فيه، فبعث إليهم ملكا فقال لهم: أي الديرين كان أقرب فهو منهم، فقاسوا بينهما فوجدوه أقرب إلى دير التوابين بقيس أنملة، فغفر الله له"

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد 5، ص 163، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر: 58

ایک غافل دنیادار اور مال کا مکالمہ

حضرتِ سیِّدُنا شُرَیح بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا یزید بن میسرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: گزشتہ زمانے میں ایک شخص نے مختلف قسم کا بہت سامال جمع کیا اور اس کی اولاد بھی کافی ہوئی پھر اس نے ایک محل تعمیر کیا جس کے دو مضبوط دروازے بنائے اور اپنے غلاموں میں سے کچھ کو ان پر نگہبان مقرر کیا۔ ایک بار گھر والوں کو جمع کر کے اِن کے لئے کھانا بنوایا، گھر والے کھانا کھا رہے تھے اور یہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھے تخت پر بیٹھا تھا۔ گھر والے کھا پی کر فارغ ہوئے تو خود کو مخاطب کر کے کہنے لگا: "عیش کر تیرے لئے کافی کچھ مدتوں کے لئے جمع کر دیا گیا ہے۔" ابھی اس کی گفتگو جاری ہی تھی کہ حضرتِ سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام ایک آدمی کی شکل میں گلے میں مسکینوں

جیسا کشکول ڈالے اور دو بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے دروازے کو اتنی زور سے دستک دی کہ وہ شخص گھبرا گیا ۔اس کے غلام حضرتِ سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف بڑھے اور پوچھا: تم کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اپنے آقا کو میرے پاس بلاؤ۔ غلاموں نے کہا: ہمارا آقا اور تمہارے پاس آئے؟ ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ہاں! اسے میرے پاس بلاؤ۔ اتنے میں ان کے آقا نے پیغام بھیجا کہ یہ دروازے پر کون ہے؟ غلاموں نے شکل وصورت بیان کی تو اس نے کہا: تم نے اسے بھگا کیوں نہ دیا؟ سب نے کہا: ہم نے کوشش کی تھی۔ وہ شخص اپنی جگہ ہی پر تھا کہ حضرتِ سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے دوبارہ پہلے سے زیادہ زور سے دستک دی۔ غلام ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف لپکے اور کہا: تم پھر آ گئے؟ فرمایا: ہاں! اپنے آقا کو بلاؤ اور اُسے کہو کہ موت کا فرشتہ آیا ہے۔ جب غلاموں نے یہ سنا تو ان پر رُعب طاری ہو گیا اور انہوں نے اپنے آقا کو ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کی باتیں جا کر بتائیں۔ اس نے کہا: تم ان سے نرمی سے بات کرو اور یہ پوچھو کیا میرے ساتھ کسی اور کو بھی موت دینی ہے؟ غلاموں نے حضرتِ سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس جا کر اس کی خبر دی تو آپ آقا کے پاس چلے گئے اور اس سے فرمایا: اٹھ جا اور اپنے مال کے معاملے میں جو کرنا ہے کر لے کیونکہ میں یہاں سے تیری روح قبض کرنے کے بعد ہی جاؤں گا۔ اس نے مال ودولت کو سامنے رکھوایا اور دیکھ کر کہنے لگا: تجھ پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی لعنت ہو، تو نے مجھے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت سے غافل رکھا اور مجھے خلوت نشین ہونے سے روکے رکھا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال کو قوتِ گویائی عطا فرمائی تو اس نے کہا: مجھے کیوں بُرا بھلا کہتا ہے؟ تُو تو لوگوں کی نظروں میں حقیر وکمتر تھا میری وجہ سے تجھے لوگوں میں عزت ملی۔ تو بادشاہوں کے پاس آتا جاتا تھا جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے کسی کام کے لئے داخل ہونا چاہتے ہیں تو داخل نہیں ہو پاتے، کیا تو بادشاہوں کی بیٹیوں کو پیغامِ نکاح بھیج کر ان سے نکاح نہ کرتا تھا؟ جبکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندے پیغامِ نکاح بھیجتے ہیں تو کوئی ان سے نکاح نہیں کرتا، کیا تو نے مجھے ناجائز کاموں میں خرچ نہیں کیا؟ حالانکہ میں نافرمان نہیں تھا، اگر تو مجھے راہِ خدا میں خرچ کرتا تو میں تیری نافرمانی نہیں کرتا، آج مجھ سے زیادہ تُو ملامت کا حق دار ہے۔ اے انسان! میں اور تو مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، کچھ انسان مال کو گناہوں میں خرچ کرتے ہیں اور کچھ نیکیوں میں۔ پھر سیِّدُنا ملکُ الموت عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی روح قبض کر لی۔ حضرتِ سیِّدُنا یزید بن میسرہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: واقعہ تو ان دونوں کا ہے مگر اس میں ہر ایک کے لئے نصیحت ہے۔

عن شريح بن عبيد، عن يزيد بن ميسرة " أن رجلا، ممن مضى جمع مالا وولدا فأوعى ولم يدع صنفا من أصناف المال إلا اتخذه، وابتنى قصرا وجعل عليه بابين وثيقين، وجعل عليه حرسا من غلمانه ثم جمع أهله وصنع لهم طعاما وقعد على سريره، ورفع إحدى رجليه على الأخرى وهم يأكلون، فلما فرغوا من طعامهم قال: يا نفس انعمي لسنين، قد جمعت ما يكفيك، قال: فلم يفرغ من كلامه حتى أقبل إليه ملك الموت في هيئة رجل عليه خلقان من الثياب، في عنقه مخلاة يتشبه بالمساكين، فقرع الباب قرعة فأفزعه وهو على فراشه، فوثب إليه الغلمة فقالوا: ما أنت؟ وما شأنك؟ قال: ادعوا لي مولاكم، قالوا: إليك يخرج مولانا؟ قال: نعم، فادعوه، قال: فأرسل إليهم مولاهم: من هذا الذي قرع الباب؟ فأخبروه بهيئته، قال: فهلا فعلتم وفعلتم؟ قالوا: قد فعلنا. ثم أقبل أيضا، فقرع الباب قرعة هي أشد من الأولى، قال: وهو على فراشه قال: فوثب إليه الحرس فقالوا: قد جئت أيضا؟ قال: نعم، فادعوا لي مولاكم وأخبروه أني ملك الموت، قال: فلما سمعوه ألقي عليهم الذل والتخشع، فجاء الحرس فأخبروا سيدهم بالذي قال لهم ملك الموت، فقال لهم سيدهم: قولوا له قولا لينا، وقولوا له: هل تأخذ معه أحدا غيره؟ قال: فأتوه فأخبروه بذلك،

قال: فدخل عليه فقال: قم فاصنع في مالك ما أنت صانع، فإني لست بخارج منها حتى أخرج نفسك، وأحضر ماله بين يديه، فقال حين رآه: لعنك الله من مال، فأنت شغلتني عن عبادة ربي ومنعتني أن أتخلى لربي، فأنطق الله المال فقال: لم سببتني وقد كنت وضيعا في أعين الناس، فرفعتك لما يرى عليك من أثري، وكنت تحضر سدد الملوك فتدخل ويحضر عباد الله الصالحون فلا يدخلون؟ ألم تكن تخطب بنات الملوك والسادة فتنكح، ويخطب عباد الله الصالحون فلا ينكحون؟ ألم تكن تنفقني في سبل الخبث ولا أتعاصى، ولو أنفقتني في سبيل الله لم أتعاصى عليك، فأنت ألوم فيه مني، إنما خلقت أنا وأنتم يا بني آدم من تراب، فمنطلق بإثم، ومنطلق ببر، فهكذا يقول المال، فاحذروا، وقبض ملك الموت روحه فمات " السياق لهما، ودخل حديث بعضهم على بعض.

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد5، ص240، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:59

بھیڑیئے اور بکریاں ایک ساتھ

جَسْر نامی قصّاب کا بیان ہے کہ میں حضرتِ سیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کے دورِ خلافت میں دودھ دوہتا تھا۔ ایک بار میں کسی چرواہے کے پاس سے گزرا جس کے ریوڑ میں تقریباً 30 بھیڑیئے تھے چونکہ میں نے پہلے کبھی بھیڑیئے دیکھے نہیں تھے تو میں سمجھا کہ یہ کتے ہیں، میں نے چرواہے سے پوچھا: اتنے کتوں کا آپ کیا کریں گے؟ چرواہے نے کہا: بیٹا! یہ کتے نہیں بلکہ بھیڑیئے ہیں۔ میں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! بکری کے ریوڑ میں بھیڑیا ہو اور ریوڑ کو نقصان نہ پہنچائے یہ کیسے ممکن ہے؟ چرواہے نے کہا: بیٹا! جب سر درست ہو تو پورا جسم نقصان سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ واقعہ حضرتِ سیِّدُنا عُمر بن عبد العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز کے دورِ خلافت کا ہے۔

حدثني جسر القصاب قال: كنت أحلب الغنم في خلافة عمر بن عبد العزيز، فمررت براع وفي غنمه نحو من ثلاثين ذئبا، فحسبتها كلابا، ولم أكن رأيت الذئاب قبل ذلك، فقلت: يا راعي، ما ترجو بهذه الكلاب كلها؟ فقال: «يا بني إنها ليست كلابا، إنما هي ذئاب» فقلت: سبحان الله، ذئب في غنم لا تضرها؟ فقال: «يا بني، إذا صلح الرأس فليس على الجسد بأس، وكان ذلك في خلافة عمر بن عبد العزيز»

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، جلد5، ص255، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

حکایت نمبر:60

نیلی آنکھوں والی بدصورت بڑھیا

حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں، حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما نے فرمایا: بروزِ قیامت ایک نیلی آنکھوں والی نہایت بدصُورت بُڑھیا، جس کے دانت آگے کی طرف نکلے ہوں گے، لوگوں کے سامنے ظاہر ہو گی اور اُن سے پوچھا جائے گا: اِس کو جانتے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہم اِس کی پہچان سے اللہ پاک کی پناہ چاہتے ہیں۔ کہا جائے گا: یہ وُہی دُنیا ہے جس پر تم فَخر کیا کرتے تھے، اِسی

کی وجہ سے رشتے داریاں کاٹتے تھے، اِسی کے سبب ایک دوسرے سے حَسَد اور دشمنی کرتے تھے۔ پھر اُس (بڑھیا نُما دنیا) کو جہنَّم میں ڈالا جائے گا تو پُکارے گی: اے میرے پروردگار! میری پیروی کرنے والے اور میری جماعت کہاں ہے؟ اللہ پاک فرمائے گا: اُن کو بھی اِس کے ساتھ کر دو۔

ثنا محمد بن علي بن شقيق، قال: ثنا أبو إسحاق إبراهيم بن الأشعث قال: سمعت الفضيل بن عياض، قال: قال ابن عباس: يؤتى بالدنيا يوم القيامة في صورة عجوز شمطاء زرقاء، أنيابها بادية مشوه خلقها، فتشرف على الخلائق، فيقال: أتعرفون هذه؟ فيقولون: نعوذ بالله من معرفة هذه فيقال: هذه الدنيا التي تناحرتم عليها، بها تقاطعتم الأرحام، وبها تحاسدتم وتباغضتم واغتررتم. ثم يقذف بها في جهنم، فتنادي: أي رب أين أتباعي وأشياعي؟ فيقول الله عز وجل: ألحقوا بها أتباعها وأشياعها". (الزهد لابن أبي الدنيا، ص 50، رقم: 68، دار ابن كثير، دمشق)

حکایت نمبر: 61

اللہ دیکھ رہا ہے

منقول ہے کہ ایک بزرگ کو اپنے ایک مرید سے بہت زیادہ محبت تھی دوسروں کو یہ بات بہت ناگوار تھی، بزرگ نے لوگوں کے سامنے اس مرید کی فضیلت ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ، ہر ایک کو ایک ایک مرغی دی اور فرمایا: "تم میں سے ہر ایک اکیلا جائے اور اسے وہاں جاکر ذبح کرے جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔" لہٰذا ہر شخص نے تنہائی میں جاکر مرغی ذبح کر دی لیکن وہ مرید زندہ مرغی واپس لے آیا۔ شیخ نے دیگر مریدوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہم نے شیخ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ پھر شیخ نے مرید خاص سے پوچھا کہ "تم نے اپنے دوستوں کی طرح مرغی ذبح کیوں نہ کی؟" اس نے جواب دیا: "مجھے کوئی ایسی جگہ نہ ملی جہاں مجھے کوئی نہ دیکھ رہا ہو کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تو (مجھے) ہر جگہ ملاحظہ فرما رہا ہے۔" یہ سن کر شیخ نے فرمایا: "اسی خوبی کی وجہ سے میں اس کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہوں کیونکہ یہ غیر خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔"

حكي أن بعض الشيوخ كان كثير الميل إلى واحد من جملة المريدين فشق على الآخرين فأراد أن يظهر لهم فضيلة ذلك المريد فأعطى كل واحد منهم دجاجة وقال لينفرد كل واحد منكم بها وليذبحها حيث لا يراه أحد فانفرد كل واحد وذبح إلا ذلك المريد فإنه رد الدجاجة فسألهم فقالوا فعلنا ما أمرنا به الشيخ فقال الشيخ للمريد ما لك لم تذبح كما ذبح أصحابك فقال ذلك المريد لم أقدر على مكان لا يراني فيه أحد فإن الله يراني في كل موضع فقال الشيخ لهذا أميل إليه لأنه لا يلتفت لغير الله عزوجل (إحياء علوم الدين، جلد 1، ص 228، دار المعرفة بيروت)

حکایت نمبر: 62

قرض واپس کرنے کی دلچسپ حکایت

مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطور قرض مانگے۔ اس نے کہا: تم کسی گواہ کو لے کر آؤ تاکہ وہ اس قرض پر گواہ بنے۔ قرض مانگنے والے نے کہا کہ **اللہ** کا گواہ ہونا کافی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: پھر تم کسی کفیل کو لے کر آؤ، اس نے جواب دیا: **اللہ عَزَّوَجَلَّ** کا کفیل ہونا بہت ہے۔ اس پر دوسرے شخص نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو، پھر اس نے ایک معینہ مدت کے وعدے پر اسے ہزار دینار بطورِ قرض دیدیئے۔ قرض لینے والا شخص اپنے کام کے سلسلے میں دریائی سفر پر

گیااور اپناکام مکمل کیا۔اس کے بعد اس نے کشتی کی تلاش شروع کی تاکہ وعدے کے مطابق وقت پر قرض ادا کر سکے لیکن کوئی کشتی نہ ملی۔تب اس نے ایک لکڑی کو کھوکھلا کیااور اس کے اندر ایک ہزار دینار اور قرض خواہ کے نام ایک پرچہ لکھ کر رکھ دیااور پھر کسی چیز سے لکڑی کا منہ بند کر دیا۔پھر وہ اس لکڑی کو لے کر دریا پر آیااور یہ دعا کی:اے اللہ عَزَّوَجَلَّ!تجھے خوب علم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے۔اس نے مجھ سے کفیل کا مطالبہ کیاتو میں نے کہا:اللہ کا کفیل ہونا کافی ہے،وہ تیری کفالت پر راضی ہو گیااور اس نے مجھ سے گواہ لانے کا مطالبہ کیاتو میں نے کہا:اللہ کا گواہ ہونا کافی ہے تو وہ تیری گواہی پر راضی ہو گیا۔میں نے کشتی تلاش کرنے کی پوری کوشش کی تاکہ میں اس کی طرف اس کی رقم بھیج دوں لیکن میں اس پر قادر نہیں ہواااور اب میں یہ رقم والی لکڑی تیری اَمان میں دیتاہوں۔پھر اس شخص نے وہ لکڑی دریا میں ڈال دی۔وہ شخص وہاں سے واپس آگیااور اس عرصے میں کشتی تلاش کرتا رہاتاکہ اپنے شہر کی طرف واپس جاسکے۔دوسری طرف قرض خواہ بھی دریا کے پاس آیا کہ شاید کوئی کشتی نظر آئے جو اس کا مال لیکر آرہی ہو۔اتنے میں اسے دریا کے کنارے وہ لکڑی نظر آئی جس میں ایک ہزار دینار موجود تھے۔اس نے ایندھن کے طور پر استعمال کیلئے وہ لکڑی اٹھالی،جب اسے چیرا تو اس میں ایک ہزار دینار اور پیغام پر مشتمل پرچہ ملا۔چند دن بعد قرض لینے والا شخص دریاپار کرکے آیااور ایک ہزار دینار لاکر کہنے لگا:اللہ کی قسم!میں مسلسل کشتی تلاش کرتا رہاتاکہ تمہاری رقم وقت پر پہنچاسکوں لیکن اس سے پہلے مجھے کشتی نہیں ملی۔قرض خواہ نے اس سے پوچھا:کیاتم نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی؟مقروض نے جواب دیا:میں جس کشتی پر آیاہوں اس سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہیں ملی جس پر میں تمہارے پاس آتا۔قرض خواہ نے کہا:بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہاری وہ رقم مجھے پہنچادی ہے جو تم نے لکڑی میں رکھ کر میرے پاس بھیجی تھی،چنانچہ وہ شخص ایک ہزار دینار لے کر خوشی سے واپس چلا گیا۔

قال أبو عبد الله: وقال الليث: حدثني جعفر بن ربيعة، عن عبد الرحمن بن هرمز، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أنه ذكر رجلا من بني إسرائيل، سأل بعض بني إسرائيل أن يسلفه ألف دينار، فقال: ائتني بالشهداء أشهدهم، فقال: كفى بالله شهيدا، قال: فأتني بالكفيل، قال: كفى بالله كفيلا، قال: صدقت، فدفعها إليه إلى أجل مسمى، فخرج في البحر فقضى حاجته، ثم التمس مركبا يركبها يقدم عليه للأجل الذي أجله، فلم يجد مركبا، فأخذ خشبة فنقرها، فأدخل فيها ألف دينار وصحيفة منه إلى صاحبه، ثم زجج موضعها، ثم أتى بها إلى البحر، فقال: اللهم إنك تعلم أني كنت تسلفت فلانا ألف دينار، فسألني كفيلا، فقلت: كفى بالله كفيلا، فرضي بك، وسألني شهيدا، فقلت: كفى بالله شهيدا، فرضي بك، وأني جهدت أن أجد مركبا أبعث إليه الذي له فلم أقدر، وإني أستودعكها، فرمى بها في البحر حتى ولجت فيه، ثم انصرف وهو في ذلك يلتمس مركبا يخرج إلى بلده، فخرج الرجل الذي كان أسلفه، ينظر لعل مركبا قد جاء بماله، فإذا بالخشبة التي فيها المال، فأخذها لأهله حطبا، فلما نشرها وجد المال والصحيفة، ثم قدم الذي كان أسلفه، فأتى بالألف دينار، فقال: والله ما زلت جاهدا في طلب مركب لآتيك بمالك، فما وجدت مركبا قبل الذي أتيت فيه، قال: هل كنت بعثت إلي بشيء؟ قال: أخبرك أني لم أجد مركبا قبل الذي جئت فيه، قال: فإن الله قد أدى عنك الذي بعثت في الخشبة، فانصرف بالألف الدينار راشدا"(صحيح البخاري،جلد3،ص95،رقم الحديث 2291،دار طوق النجاة)

حکایت نمبر:63

اذان کا مذاق اڑانے والا آگ میں جل گیا

مدینہ طیبہ میں جب موذن اذان میں اَشْھَدُ اَنْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اور" اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ" جل جائے جھوٹا" ایک رات اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اُڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا۔

رجل من النصارى كان بالمدينة فكان إذا سمع المؤذن يقول أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله يقول حرق الكاذب فدخل خادمه ذات ليلة بنار وهو وأهله نيام فطارت منها شرارة فاحترق البيت واحترق هو وأهله.

(لباب التأويل في معاني التنزيل (تفسير الخازن)، جلد2، ص57، دار الكتب العلمية بيروت)

تمت بالخير

طالبِ دعا:

عبدہ المذنب ابوتراب سید کامران قادری عفا عنہ الباری

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1. 63 حکایات و واقعات 2. تہجد گزاروں کے واقعات
3. 205 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4. تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5. تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات
6. آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7. لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں

عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1. بیٹی کی ولادت پہ یہ اداسی کیوں؟ 2. جہیز کا مطالبہ آخر کیوں؟
3. توسل پہ عمدہ دلائل 4. توثیقِ آئمہ اربعہ 5. شانِ ولی
6. عاشقانِ رسول کی قبریں 7. امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
8. درودِ پاک کے فضائل و برکات
9. حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت
10. احیاء العلوم سے ماخوذ 500 حکایات و واقعات کا مجموعہ
11. مکاشفۃ القلوب سے ماخوذ 50 حکایات و واقعات
12. کیمیائے سعادت سے ماخوذ 50 حکایات و واقعات
13. حلیۃ الاولیاء سے ماخوذ 50 حکایات و واقعات
14. تخریجِ احادیثِ فیضانِ سنت 15. مجھے رونے دو
16. جادو کی مذمت و کالے جادو و نظرِ بد کے 20 علاج

/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786
+923169168614 /IAMKAMRANMADANI